عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۱۹ تا ۲۶/صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مارچ ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱۰

مشروط اطاعت

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں

طلب علم و تقویٰ و طہارت

قادیانیت کے دو اہم راز

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

استخارہ خود کریں:

(مقصود احمد شیخ' حیدر آباد)

س:...... میں نے دو سال پہلے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھائی کے گھر کیا' اس میں میری بیٹی کی مرضی شامل نہیں تھی' اس کو منایا اور یہ رشتہ ہوگیا' پھر کچھ ایسے حالات ہوئے کہ مجھے اپنی بیٹی کا یہ رشتہ توڑنا پڑا' جبکہ میری بیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وہاں شادی ہو۔

اب اس کے لئے ایک رشتہ آیا ہوا ہے' خاندان والے اس رشتے کے خلاف نہیں' اس بارے میں مجھے استخارہ کروانا ہے کہ یہ رشتہ مناسب ہے یا نہیں؟

ج:...... استخارہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا یا مشورہ طلب کرنا' اس لئے آپ یا آپ کی بیٹی ہی استخارہ کریں' اور مسنون استخارہ کا طریقہ بہشتی زیور میں موجود ہے۔ آج کل جو استخارہ کے اشتہارات آتے ہیں' ان پر اعتماد کرنا کم از کم مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ دیکھا جائے تو کاروباری ہیں اور کاروباری لوگوں پر اس خالص دینی معاملہ میں اعتماد کرنا اپنے اور بچوں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔

چہرہ کا پردہ:

(انعم شاہد' دبئی)

س:...... پردے کے بارے میں قرآن کریم کی سورۂ نور میں ارشاد ہے کہ: ''اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں' مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو۔'' (آیت ۳۱'۲۴)

اللہ تعالیٰ نے کھلا رکھنے کی اجازت دی تو علماء کرام سر سے پیر تک پوری طرح ڈھانپ دینے کو ہی اصل پردہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ کیا یہ قرآنی تعلیمات کی روح کے منافی نہیں؟ اگر جس مسئلے پر قرآن حکم دیتا ہے تو اس مسئلے کے خلاف کوئی حدیث یا کسی مفتی کا فتویٰ لاگو ہوسکتا ہے؟ آپ اس آیت کا کیا مفہوم دیتے ہیں؟

ج:...... آپ کا کیا خیال ہے چہرہ زینت کی جگہ نہیں ہے؟ اگر یہ زینت نہیں ہے تو بتلایا جائے پھر زینت کی جگہ کون سی ہے؟ کیا عورت کی خوبصورتی کا معیار چہرہ نہیں ہوتا؟ کیا رشتہ دیکھتے وقت صرف چہرہ پر فیصلہ نہیں ہوتا؟ کیا سب سے بڑے فتنہ کی جگہ یہی چہرہ نہیں؟ پھر حضرات ازواج مطہرات کا پردہ کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ چہرہ کا نہیں تھا؟ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا تو ارشاد نبوی: ''فاسئلوھن من وراء حجاب'' (اگر کچھ پوچھنا ہو تو پردہ کے پیچھے پوچھ لیا کرو) کیوں نازل ہوتا؟ پھر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہو تو برقع کی ضرورت ہی کیوں رہے؟ کہ شلوار قمیض اور دوپٹہ تو پہلے سے موجود ہے' کیا ان کو پردہ کہہ دیا جائے گا؟ علماء اور مفسرین نے ما ظھر منھا سے ہاتھ پاؤں مراد لئے ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے نزول کے بعد باقاعدہ پردہ کرکے دکھلایا اور شاگردوں کو بتلایا کہ راستہ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کی جگہ کھلی رہے' باقی چہرہ بند کرلیا جائے۔

اس پر دم نہیں:

(انور منصور' جدہ' سعودی عرب)

س:...... میں جدہ میں مقیم ہوں' میں نے یہاں حج کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ حج کے پہلے دن غلطی سے میں نے ایک مچھر کو مار دیا' کیا اس پر بھی کوئی دم ہے؟

ج:...... اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۱۰ ۱۹ تا ۲۵/ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مارچ ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

بیوروکریسی میں موجود قادیانی عنصر	اداریہ	۳
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں	سید کمال اللہ بختیاری ندوی	۶
مشروطِ اطاعت	مولانا محمد اکرم طوفانی	۱۱
طلب علم اور تقویٰ وطہارت	مولانا حفظ الرحمٰن پالن پوری	۱۳
دینی وعصری تعلیم	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۶
قادیانیت کے دو اہم راز	پروفیسر محمد الیاس برنی	۱۹
خبروں پر ایک نظر		۲۳

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوروکریسی میں موجود قادیانی عنصر

معاصر انگریزی روزنامے ''دی نیوز'' کی ۲۶/جنوری ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں شائع ہونے والی بیوروکریسی کے سرکاری اعداد وشمار پر مشتمل ایک رپورٹ کے مطابق وفاقی بیوروکریسی میں دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے علاوہ ڈھائی سو قادیانی' چار سو ننانوے ہندو اور چار ہزار سات سو ستائیس عیسائی بھی شامل ہیں' جبکہ بیوروکریٹس کی ایک تعداد ایسی بھی ہے' جس نے اپنا مذہب ظاہر نہیں کیا۔ اسی رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حالیہ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق بیوروکریسی میں مسلمان بیوروکریٹس کی تعداد تو وہی رہی جو ۲۰۰۳ء کے سرکاری اعداد وشمار میں تھی' جبکہ غیر مسلم بیوروکریٹس کی تعداد میں سابقہ سرکاری اعداد وشمار کے مقابلہ میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

اسی رپورٹ کے مطابق قادیانی بیوروکریٹس زیادہ تر وفاقی بیوروکریسی کی سینئر پوزیشنوں پر براجمان ہیں اور ان کی سب سے بڑی تعداد گریڈ ۱۹ تا ۲۲ میں تعینات ہے' اس کے علاوہ وہ دیگر تمام گریڈز میں بھی موجود ہیں' جبکہ یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ زیادہ تر بیوروکریٹس جنہوں نے اپنا مذہب ظاہر نہیں کیا' قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

قارئین بخوبی واقف ہیں کہ قادیانی' عیسائی اور ہندو' ملک کی وہ تین اقلیتیں ہیں' جن کے حقوق غصب کیے جانے اور ان پر مظالم ڈھائے جانے کا ڈھنڈورا اندرون وبیرون ملک پیٹا جاتا ہے اور حکمران' وزراء' سیاسی رہنما' دانشور' وکلاء' ادیب' صحافی وغیرہ سب ہی بڑے زور وشور سے یہ راگ الاپتے ہیں' یہ حضرات اکثر یہ رونا روتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ انصاف نہیں برتا جاتا' انہیں برابر کا شہری نہیں سمجھا جاتا' ان کی عبادت گاہیں تباہ کردی گئی ہیں' انہیں ملک میں نمائندگی نہیں دی جاتی' اعلیٰ سرکاری ملازمتوں یا بالفاظ دیگر بیوروکریسی میں انہیں محروم رکھنے کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے' بلکہ بعض حضرات تو یہاں تک کہتے ہیں کہ: ''پاکستان میں قادیانیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کا قتل عام روزمرہ کا معمول ہے'' اور یہ کہ یہ تمام کام حکام کے ایماء پر انجام دیے جاتے ہیں کیونکہ ان کی جانب سے ان تمام کاموں کی اجازت ہے۔

جس رپورٹ کا شروع میں تذکرہ کیا گیا ہے' وہ مذکورہ بالا تمام الزامات واشکالات کا منہ توڑ جواب ہے' اس لئے کہ ملک کی بیوروکریسی میں قادیانیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کو ان کی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ نمائندگی حاصل ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی وجہ سے ملک پر اسلام دشمنوں کا عمل دخل اپنے پورے عروج پر ہے۔

ان اعداد وشمار کی تفصیلات اس قدر ہولناک ہیں کہ ایک مسلمان انہیں پڑھ کر سوائے سر پکڑنے کے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ پاکستان کو اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا اور قادیانیوں نے قیام پاکستان کے موقع پر کھلم کھلا اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ قرار دے کر قیام پاکستان کی عملی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی' لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج اسی ملک میں گریڈ ۱۹ سے لے کر گریڈ ۲۲ تک کی سینئر پوزیشنوں پر زیادہ تر قادیانی بیوروکریٹس براجمان ہیں' جبکہ دیگر اہم عہدوں پر بھی قادیانی افسران کی ایک قابل ذکر تعداد مسلمانوں کا منہ چڑانے کے لئے موجود ہے۔ ۲۰۰۳ء کے سابقہ سرکاری اعداد وشمار بھی یہی ظاہر کرتے تھے کہ قادیانی ہمیشہ اہم ترین پوزیشنوں پر قابض رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ان اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو بیوروکریسی میں ترقی کرکے کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے لئے کس حد تک مواقع حاصل ہیں؟

اس کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے ایک سینئر افسر کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوچکا ہے کہ:

''(غیر مسلم) گورنمنٹ ملازمین کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہیں' جس طرح کہ ان کے مسلمان ساتھیوں کو میسر ہیں۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیاز (برتنا) غیر آئینی ہے۔''

(روزنامہ ''دی نیوز'' کراچی ۳/اپریل ۲۰۰۳ء)

ان سرکاری اعداد وشمار سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ پاکستان میں قادیانی کلیدی عہدوں پر سرکاری افسران کی حیثیت سے فائز ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ ملک پر عملاً قادیانیوں کا کتنا کنٹرول ہے اور بیوروکریسی میں ان کی اتنی بڑی تعداد میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ قادیانی ہی اس وقت پاکستان کے اصل پالیسی ساز ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کے مشیروں کی فوج ظفر موج میں قادیانی مشیران کی موجودگی ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جسے کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قادیانی افسران ومشیران جس ملک کا کھارہے ہیں' اسی کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں' یہی لوگ جب اپنے مناصب سے سبکدوش ہوکر بیرون ملک جائیں گے تو

پاکستان میں اپنے اوپر ہونے والے فرضی مظالم اور اپنے ساتھ روا رکھے گئے ”مذہبی امتیاز“ کا ڈھنڈورا پیٹ کر بیرون ملک سیاسی پناہ حاصل کریں گے (جس طرح ان کے دیگر ہم مذہب حاصل کرتے ہیں) یا ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے اعلیٰ افسر بن کر ملک کا خون چوسنے کے لئے دوبارہ اس پر مسلط ہو جائیں گے۔

ان سرکاری اعداد و شمار کی موجودگی میں ان بے سروپا الزامات کا خاتمہ ہو جانا چاہئے کہ: پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہوتا ہے‘ یا ان کے ساتھ مذہبی تفریق پر مبنی برتاؤ کیا جاتا ہے‘ یا انہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز نہیں ہونے دیا جاتا۔

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ پاکستان میں غیر مسلم بیوروکریٹس کو بھی یکساں ترقی کے مواقع حاصل ہیں‘ بلکہ مسلمانوں سے زیادہ مواقع انہیں حاصل ہیں‘ کیونکہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیاز برتنا غیر آئینی ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوروکریسی جو ملک کی اصل پالیسی ساز قوت و ادارہ ہے‘ عملاً قادیانیوں کے زیر اثر ہے‘ یہی وجہ ہے اس سے اکثر ایسے افعال کا صدور ہو رہا ہے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے‘ قادیانیوں اور دیگر غیر مسلم طاقتوں کو تقویت مل رہی ہے‘ اسی قادیانی عنصر کی وجہ سے مساجد و مدارس کو ڈھانے کی سازش کی جارہی ہے‘ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کیا جارہا ہے‘ دینی حلقوں کے خلاف آپریشن اور انہیں کچلنے کا عمل جاری ہے‘ جبکہ قادیانی جماعت اور دیگر غیر مسلموں کو نوازنے کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔

انہی وجوہات کی بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ موقف ہے کہ کلیدی عہدوں پر قادیانی افسران کی موجودگی‘ ملکی سلامتی کے لئے ایک سنگین خطرہ ہے‘ اس لئے حکومت کو کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فی الفور برطرف کر کے بیوروکریسی کو قادیانی اثرات سے پاک کرنا چاہئے۔ قادیانی کسی صورت ملک کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ یہی وہ غدار ٹولہ ہے جس کے افراد ملک کے اہم راز اسلام اور ملک دشمن قوتوں کو فراہم کرتے رہے ہیں۔ اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو سقوط مشرقی پاکستان کے پیچھے بھی قادیانی ہاتھ کارفرما تھا‘ اسی طرح بعض حکمرانوں کے غیر معمولی انجام سے بھی یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ قادیانیت کا زہر کتنا سریع الاثر اور جان لیوا ہے۔ جن حکمرانوں نے قادیانیوں سے وفا کی‘ قادیانیوں نے انہی سے بے وفائی کی‘ آستین کے ان سانپوں نے ہر اس شخص کو ڈسا جس نے انہیں اپنی آستین میں پناہ دی۔ اس لئے ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بیوروکریسی سے قادیانیوں کی برطرفی کے ہمارے مطالبہ کو محض ”شدت پسند تنظیموں کا مطالبہ“ گردان کر ٹالنے کی کوشش نہ کرے‘ بلکہ وہ ماضی میں حکمرانوں کے ساتھ روا رکھے گئے قادیانیوں کے سازشی سلوک کی روشنی میں اس مطالبہ پر غور کرے۔ قادیانی افسران کی اعلیٰ اور کلیدی عہدوں سے علیحدگی کا مطالبہ ایک جائز مطالبہ ہے اور حکومت کو اس مطالبے پر اب کوئی وقت ضائع کئے بغیر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں موثر اقدام اٹھانا چاہئے۔

اربوں روپے......

معاصر انگریزی روزنامہ ”دی نیوز انٹرنیشنل“ کی ۱۰/فروری ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق حکومت کے شروع کردہ مختلف پروجیکٹس پر کام کرنے والے کنسلٹنٹ اپنی فیس کی مد میں ہر سال اربوں روپے وصول کر رہے ہیں۔ اس خبر کے مطابق صرف ایک حکومتی پروجیکٹ Trade & Transport Facilitation Project (TTFP) کے محض ایک حصہ کی کل لاگت ایک ارب چودہ کروڑ روپے ہے‘ جس میں سے پورے ایک ارب روپے کنسلٹنٹ لے جائیں گے جن میں غیر ملکی بھی شامل ہیں‘ جبکہ بقیہ چودہ کروڑ روپے عملہ کی تنخواہوں‘ سیمینار‘ دوروں‘ آلات‘ گاڑیوں اور مینٹیننس وغیرہ پر خرچ کئے جائیں گے۔ یہ تو صرف ایک پروجیکٹ کے ایک حصہ کا حال ہے‘ نامعلوم دیگر پراجیکٹس پر یہ کنسلٹنٹ کتنا کچھ لے جاتے ہوں گے؟

ملک میں جہاں آئے دن مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے‘ چند روز کے وقفہ سے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے‘ وہاں غیر ملکی کنسلٹنٹ کو اربوں روپے دیئے جارہے ہیں‘ گویا غریب عوام کا خون چوس کر اربوں روپے غیر ملکیوں کو مہیا کئے جارہے ہیں‘ عوام کے پیسوں کے اس اسراف سے غیر ملکی عیش کر رہے ہیں‘ کیا کوئی بزرجمہر بتلا سکتا ہے کہ ایسا کیوں کیا جارہا ہے؟ کیا حکومت پر یہ فریضہ عائد نہیں ہوتا کہ وہ عوام کے پیسہ کے اس اسراف کو روکے اور عوام کا پیسہ عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ ہونے کو یقینی بنائے؟ کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوتا کہ یہ اربوں روپے زلزلہ سے متاثر ہمارے مسلمان بھائیوں کو کسی بھی عنوان سے دے دیئے جاتے؟ جبکہ صورت حال یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں کی تعمیر بلکہ نان شبینہ کے لئے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہیں۔ کیا عوام کے یہ اربوں روپے اس لئے ہیں کہ غیر مسلم ان سے آسائش و آرام کے ذرائع مہیا کریں اور ہمارے بھائی سر چھپانے اور روٹی کے لئے ترسیں؟ کیا حکومت اربوں روپے کے اسراف کی روک تھام کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائے گی؟

سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں

سید کمال اللہ بختیاری ندوی

’’اللہ تعالیٰ نے دین کی ترویج وتقسیم کا کام آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور بالآخر سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ زریں سلسلہ مکمل وختم فرمادیا‘ آپ ﷺ وہی دین لے کر آئے جو دیگر انبیائے کرام لے کر آئے تھے‘ جو ابتدا آفرینش سے تمام رسولوں کا دین تھا‘ اسی دین کو تمام آمیزشوں سے پاک کرکے اس کی اصل خالص صورت میں پیش کیا‘ اب خدا کا حکم‘ اس کا دین‘ اس کا قانون وہ ہے جو آپ ﷺ نے پیش فرمایا‘ آپ ﷺ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے‘ آپ ﷺ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے‘ کلمہ طیبہ کی استدلالی ومنطقی توجیہ یہ ہے کہ اس میں پہلے تمام خداؤں کا انکار‘ پھر ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کا اقرار ہے‘ اسی طرح تمام انبیاء کی سابقہ شریعتوں وطریقوں پر عمل کرنے کا انکار ہے (اس لئے کہ تمام شریعتیں شریعت محمدیؐ میں سموگئی ہیں) اور صرف اسوۂ نبویؐ پر چلنے کا اقرار ہے۔

قصر اسلام میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی تھی‘ سو وہ آپؐ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پُر کردی۔ آپؐ کی رسالت نسل انسانی پر اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت غیر مترقبہ ہے‘ نزول کتب وصحف کا سلسلہ و طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع کردیا گیا‘ سلسلۂ نبوت ورسالت کو آپؐ پر ختم کردیا گیا‘ اب آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا‘ قرآن کریم کی طرح آپ کی رسالت ونبوت بھی آفاقی وعالمگیر ہے‘ جس طرح تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہونا فرض ہے‘ اسی طرح تعلیمات نبویؐ پر عمل کرنا فرض ہے‘ آپؐ کی دعوت تمام جن وانس کے لئے عام ہے‘ دنیا کی ساری قومیں اور نسلیں آپ کی مدعو ہیں‘ تمام انبیائے کرام میں رسالت کی بین الاقوامی خصوصیت اور نبوت کی ہمیشگی کا امتیاز صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گروہ انبیائے کرام کے آخری فرد ہیں اور سلسلۂ نبوت ورسالت کی آخری کڑی ہیں آپ ﷺ خلاصہ انسانیت ہیں۔‘‘

(ماخوذ از اسلام اور تعمیر سیرت‘ ص:۴۰)

ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں:

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے‘ اسلام کی ساری خصوصیات اور امتیازات اسی پر موقوف ہیں‘ ختم نبوت ہی کے عقیدہ میں اسلام کا کمال اور دوام باقی ہے‘ چنانچہ اس آیت میں اس کی پوری وضاحت اور ہر طرح کی صراحت موجود ہے:

’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شیء علیما۔‘‘

(الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: ’’نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ‘ لیکن اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں‘ اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔‘‘ (ماہنامہ بانگ درا لکھنؤ ص:۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس آیۃ میں جو اعلان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ آخری رسول ہیں اب آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد کوئی رسو[ل] آنے والا نہیں ہے‘ اس قرآنی اعلان کا مقصد محض فہرست انبیاء ورسل کے پورے ہوجانے کی اطلاع د[ینا] نہیں‘ بلکہ اس قرآنی اعلان اور پیغام کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نبوت میں رہ جانے والی نہیں‘ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [کی] نبوت کا بدل کار نبوت کی شکل میں ہمیشہ تا قیامت [باقی] ہے‘ اللہ نے اس آیت میں خاتم الرسل یا خاتم الرسل[ین] کے لفظ کے بجائے خاتم النبیین کا لفظ اختیار فرمایا اس میں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ نبی میں عمومیت ہوتی اور رسول میں خصوصیت ہوتی ہے‘ نبی وہ ہوتا ہے جس[ے] اللہ تعالیٰ اصلاح خلق کے لئے منتخب فرماتا اور اپنی [وحی] سے مشرف فرماتا ہے اور اس کے لئے کوئی مستقل کتاب اور مستقل شریعت نہیں ہوتی‘ پچھلی کتا[ب]

شریعت کے تابع لوگوں کو ہدایت کرنے پر مامور ہوتا ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب و شریعت کے تابع اور ہدایت کرنے پر مامور تھے۔ رسول وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مستقل کتاب و شریعت سے نوازتا ہے، جو رسول ہوتا ہے وہ اپنے آپ نبی ہوتا ہے، لیکن جو نبی ہوتا ہے وہ رسول نہیں ہوتا، لفظ خاتم النبیین کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے اور سب سے آخر ہیں، اب قیامت تک نہ تو نئی شریعت و کتاب کے ساتھ کسی کو منصب رسالت پر فائز کیا جائے گا اور نہ پچھلی شریعت کے تبع کسی شخص کو نبی بنا کر بھیجا جائے گا۔

اس آیت میں ان لوگوں کے خیال کا رد بھی ہے جو اپنی جاہلانہ رسم و رواج کی بنا پر لے پالک کو حقیقی بیٹا سمجھتے اور بیٹے کا درجہ دیتے تھے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے چنانچہ جب انہوں نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، تو اس نکاح پر طعن کرتے تھے کہ بیٹے کی بیوی سے آپ نے نکاح کرلیا، اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ زید بن حارثہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے جسمانی باپ نہیں ہیں، البتہ اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے سب کے روحانی باپ ضرور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے: قاسم، طیب اور طاہر حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہؓ سے تھے، لیکن ان میں سے کوئی رجال کی حد تک نہیں پہنچا اور اس آیت کے نزول کے وقت آپ ﷺ کا کوئی بیٹا نہیں تھا، حقیقی باپ ہو تو اس پر نکاح کے حلال و حرام کے احکام عائد ہوتے ہیں، لیکن حضرت زید بن حارثہؓ تو لے پالک بیٹے تھے، اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ آپ امت کے مردوں میں سے کسی کے بھی نسبی باپ نہیں، لیکن روحانی باپ سب کے ہیں۔

یہاں لفظ خاتم پر ایسی روشنی ڈالی جارہی ہے جس سے عقیدہ ختم نبوت کی پوری وضاحت ہوجاتی ہے، لفظ خاتم دو قرأتوں سے بھی ثابت ہے۔ امام حسنؒ اور عاصمؒ کی قرأت سے خاتم بفتح التاء ہے اور دوسرے ائمہ قرأت سے خاتم بکسر التاء ہے، دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا اور دونوں کے معنی آخر اور مہر کے ہیں، اور مہر کے معنی میں یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں، مہر کے یہ معنی ہوئے کہ اب دستاویز مکمل ہوگئی اس میں اب نہ کسی قسم کے اضافہ کی گنجائش ہے نہ کمی کی۔ امام راغبؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے:

"آپ ﷺ کو خاتم النبوت اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل فرمادیا۔"

خاتم القوم سے مراد آخر ہم قبیلے کا آخری آدمی

"ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لاحد بعده الى قيام الساعة" آپؐ نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی اب قیامت تک یہ دروازہ نہیں کھلے گا۔ (تفسیر ابن جریر ص:۱۲، ج:۲۲)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

"بے شک امت نے اس لفظ خاتم النبیین سے اور اس کے قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص، اور اس کا منکر یقیناً اجماع کا منکر ہے۔"

ارشادات ربانی، فرمودات نبویؐ کی روشنی میں علمائے امت و صلحائے ملت نے اجماعی طور پر صدیوں سے اس آیت کا یہی مطلب یعنی ختم نبوت سمجھا اور سمجھایا ہے۔

ختم نبوت احادیث و روایات کی روشنی میں:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد دشمنان اسلام نئے نئے فتنے اٹھائیں گے، دین میں طرح طرح کے رخنے ڈالیں گے اور خصوصاً ختم نبوت سے متعلق شبہات پیدا کرکے امت مسلمہ کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کریں گے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیش بندی امت کو ان آئندہ خطرات سے آگاہ فرمادیا اور امت کو پوری طرح چوکنا کردیا کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے، اسے وقت کا دجال، باطل پرست اور فتنہ پرور سمجھا جائے اور اسے دین سے خارج کردیا جائے، چنانچہ عقیدۂ ختم نبوت ہر زمانہ میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا، جس کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا یا جس کسی نے بھی اس دعویٰ کو قبول کیا اسے متفقہ طور پر اسلام سے خارج سمجھا گیا، اس پر تاریخ کے بہت سے واقعات شاہد ہیں، چند مندرجہ ذیل واقعات پیش کیے جاتے ہیں:

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دور میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا، صحابی رسول نے جاکر اسود عنسی کا قصہ تمام کردیا، حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک دن پہلے اسود عنسی کے مارے جانے کی خوشخبری ملی تو آپؐ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ (فتح الباری ص:۹۸، ج:۸)

☆......حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں سب سے پہلے جو کام ہوا، وہ یہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ روزانہ فرمایا، تو حضرت خالد بن ولیدؓ، مسیلمہ بن کذاب سمیت اس کے اٹھائیس ہزار جوانوں کو ٹھکانے لگا کر فاتح کی حیثیت سے مدینہ

واپس ہوئے صدیقی دور میں ایک اور شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا' جس کا نام طلیحہ بن خویلد بتایا جاتا ہے' اس کے قتل کے لئے بھی حضرت خالد بن ولیدؓ روانہ کئے گئے تھے۔ (فتح البلدان ص:۱۰۲)

☆......اسی طرح خلیفہ عبدالملک کے دور میں جب حارث نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ وقت نے صحابہؓ وتابعینؒ سے فتوے لئے اور متفقہ طور پر اسے قتل کیا گیا' خلیفہ ہارون رشید نے بھی اپنے دور میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص کو علماء کے متفقہ فتویٰ پر قتل کی سزا دی۔ (شفا قاضی عیاضؒ)

☆...... امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں' اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ: ''لا نبی بعدی''۔

غرض یہ کہ شروع سے اب تک تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں کا یہی فیصلہ رہا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اسے ماننے والے کافر مرتد اور واجب القتل ہیں۔

اب آیئے ذرا احادیث کی روشنی میں ختم نبوت پر روشنی ڈالی جائے:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا' میرے بعد اب کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

(ترمذی' کتاب الرؤیا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی' مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی' لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اظہار حیرت کرتے اور کہتے تھے کہ اس جگہ ایک اینٹ نہیں رکھی گئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں' یعنی میرے آنے کے بعد اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے' نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

(بخاری' کتاب المناقب' باب خاتم النبیین)

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں' یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت نہیں۔''

(ترمذی' کتاب الآداب' باب اسماء النبی)

''پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا۔'' (مشکوٰۃ ص:۵۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا' میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے' یعنی میرے بعد اب بس قیامت ہی آنی ہے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔'' (مسلم' کتاب فضائل الصحابہ)

(۱) مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی' (۲) مجھے رعب کے ذریعہ نصرت بخشی گئی' (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے' (۴) میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنادیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی' یعنی میری شریعت میں نماز مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین میں ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرکے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے' (۵) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا ہے' اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

(مسلم' کتاب فضائل الصحابہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے' چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کردی گئی ہے' اب کسی کو کسی طرح کی بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ (مسند احمد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی' مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (مسلم' بیان عیسیٰ)

اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری پیروی کے علاوہ چارہ کار نہ تھا۔

(بخاری' کتاب المناقب' عن بنی اسرائیل)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کے تعلق سے یہ وضاحت فرمادی کہ اگر موسیٰ بھی دوبارہ اس دنیا میں آتے تو انہیں میری شریعت پر ایک امتی کی حیثیت سے عمل پیرا ہونا پڑتا' اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کے بارے میں بتادیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو ان کی حیثیت بھی امتی کی ہوگی۔

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا قائد تمہیں میں سے ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے' جب کوئی نبی

فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا' مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' بلکہ خلفاء ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا' انبیاء آتے رہے اور اسلام کی تعلیمات کو پیش کرتے رہے' اس طرح اسلام بتدریج تکمیل کی طرف بڑھتا چلا گیا' یہاں تک کہ عمارت کا آخری پتھر سلسلہ انبیاء کے آخری نبی' رسولوں کی فہرست کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا' نبوت کے سلسلہ کو بند کرنا تھا تو نبی کے خلفاء کی طرف اشارہ کیا گیا اور خلافتِ رسول کا وعدہ کیا گیا:

"وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور نیک عمل کئے' یقیناً ان کو خلافت ارضی عطا کرے گا۔"

ختم نبوت اکابر امت کی تحقیقات کی روشنی میں:

علامہ ابن جریرؒ اپنی مشہور تفسیر میں سورۂ احزاب کی آیت کی تشریح میں ختم نبوت کے تعلق سے یوں رقم طراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی اور اس پر مہر لگا دی' اب یہ دروازہ قیامت تک کسی کیلئے نہیں کھلے گا۔" (تفسیر طبری' جز ۲۲' ص:۱۳)

امام طحاویؒ اپنی کتاب میں ختم نبوت کے بارے میں ائمہ سلف خصوصاً امام ابوحنیفہؒ' امام ابو یوسفؒ' امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کی روشنی میں لکھتے ہیں:

"حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور اس کے محبوب اور آخری نبی ہیں' اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ سید الانبیاء و سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں۔" (شرح الطحاویہ' ص:۱۵)

علامہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس امر (ختم نبوت) پر امت مسلمہ کا کامل اجماع ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور پوری امت اس بات پر متفق ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: لا نبی بعدی سے مراد یہی ہے کہ ان کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول' جو شخص بھی اس حدیث کا کوئی اور مطلب بیان کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے' اس کی تشریح باطل اور اس کی تحریر کفر ہے' علاوہ ازیں امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس کے سوا اس کی کوئی تشریح نہیں' جو اس کا انکار کرے وہ اجماع امت کا منکر ہے۔"

(الاقتصاد فی الاعتقاد' ص:۱۱۴)

علامہ زمخشریؒ اپنی تفسیر الکشاف میں لکھتے ہیں:

"اگر آپ یہ سوال کریں کہ جب یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں آخری ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور شخص نبی کی حیثیت سے مبعوث نہ ہوگا' رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ تو وہ ان انبیاء کرام میں سے ہیں' جنہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متبع ہوں گے اور انہیں کے قبلۃ الکعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔" (الکشاف' ج:۲' ص:۲۱۵)

علامہ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ آیت (یعنی سورۂ احزاب والی) اس امر میں نص ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی' رسول نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب' دجال مفتری اور کافر ہے' خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے طلسم دکھاتا پھرے اور اسی طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو وہ کذاب ہے۔" (تفسیر ابن کثیر' ج:۳' ص:۴۹۳'۴۹۴)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"نبی کا لفظ عام ہے اور رسول خاص ہے' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا لازمی ہے کہ اس دنیا میں آپ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد کسی بھی انسان یا جن کو یہ منصب نصیب نہیں ہوگا۔" (روح المعانی' ج:۲۲' جز:۲۲)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس آیت: "وکان اللہ بکل شیء علیما" کے تحت لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ ہے اور جانتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔" (جلالین' ص:۷۶۸)

علامہ بیضاویؒ یوں رقم طراز ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء

کرام کی آخری کڑی ہیں' جنہوں نے ان کے سلسلہ کو ختم کر دیا ہے اور سلسلۂ نبوت پر مہر لگا دی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ثانیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تردید نہیں ہوتی' کیونکہ وہ جب آئیں گے تو انہی کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔"

(انوار التنزیل ج:۴ ص:۱۶۴)

تاج العروس میں اس طرح ہے:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے خاتم اور خاتم بھی ہیں' جن کا معنی یہ ہے کہ ان کی آمد پر نبوت ختم ہوگئی۔" (تاج العروس ج:۸ ص:۱۸۹ بحوالہ قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ص:۹۰ محمد بشیر ایم اے)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کی کتاب سے مضمون بعنوان "منکرین ختم نبوت و سنت کا مغالطہ اور اس کا مدلل اور معقول جواب" پیش خدمت ہے' واقعی حکیم الاسلام کا یہ جواب اتنا مدلل اور معقول ہے کہ اس سے قادیانیوں کی سازش کو سمجھنے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے بچانے میں بڑی مدد ملتی ہے' چنانچہ حکیم الاسلامؒ رقم طراز ہیں:

"اس میں اکثر قادیانی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ نبوت تو دنیا کے لئے رحمت ہے' جب نبوت ختم ہوگئی اور زحمت پیدا ہوگئی' نبوت تو ایک نور ہے جب وہ نور نہ رہا تو دنیا میں ظلمت پیدا ہوگئی تو اس میں (معاذ اللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ آپ دنیا کو رحمت دینے کے لئے آئے یا دنیا میں معاذ اللہ! ظلمت پیدا کرنے کے لئے آئے کہ نور ہی ختم کر دیا اور رحمت ہی ختم کر دی' یہ ایک مغالطہ ہے اور مغالطہ واقع ہوا ہے ختم نبوت کے معنی سمجھنے کے اندر' یا تو سمجھا نہیں ان لوگوں نے یا سمجھ کر جان بوجھ کر دغا اور فریب سے کام لیا ہے۔

ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں کہ نبوت منقطع ہوگئی' ختم نبوت کے حقیقی معنی تکمیل نبوت کے ہیں کہ نبوت اپنی انتہا کو پہنچ کر حد کمال کو پہنچ گئی ہے' اب کوئی درجہ نبوت کا ایسا باقی نہیں رہا کہ بعد میں کوئی نبی لایا جائے اور اس درجہ کو پورا کرایا جائے' ایک ہی ذات اقدس نے ساری نبوت کو حدِ کمال پر پہنچا دیا کہ نبوت کامل ہوگئی' تو ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں' قطع نبوت کے نہیں ہیں' گویا کہ ایک ہی نبوت قیامت تک کام دے گی' کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت نہیں' اس لئے کہ نبوت کے جتنے کمالات تھے وہ سب ایک ذات بابرکات میں جمع کر دیئے گئے' اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے آسمان پر رات کے وقت ستارے چمکتے ہیں' ایک نکلا' دوسرا' تیسرا اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ستارے جگمگا جاتے ہیں' بھرا ہوا ہوتا ہے آسمان ستاروں سے اور روشنی بھی پوری ہوتی ہے لیکن رات' رات ہی رہتی ہے' دن نہیں ہوتا' کروڑوں ستارے جمع ہیں مگر رات ہی ہے' روشنی کتنی بھی ہو جائے لیکن جونہی آفتاب نکلنے کا وقت آتا ہے تو ایک ایک ستارہ غائب ہونا شروع ہوتا ہے' یہاں تک کہ جب آفتاب نکل آتا ہے تو اب کوئی بھی ستارہ نظر نہیں پڑتا' چاند بھی نظر نہیں پڑتا' تو یہ مطلب نہیں کہ ستارے غائب ہوگئے دنیا سے بلکہ اس کا نور مدغم ہوگیا آفتاب کے نور میں کہ اب اس نور کے بعد سب کے نور دھیمے پڑ گئے اور وہ سب جذب ہوگئے آفتاب کے نور میں' اب آفتاب ہی کا نور کافی ہے' کسی اور ستارے کی ضرورت نہیں اور نکلے گا تو اس کا چمکنا ہی نظر نہیں آئے گا' آفتاب کے نور میں مغلوب ہو جائے گا' تو یوں نہیں کہیں گے کہ آفتاب نے نکلنے کے بعد دنیا میں ظلمت پیدا کر دی' نور کو ختم کر دیا' بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نور کو اتنا مکمل کر دیا کہ اب چھوٹے موٹے ستاروں کی ضرورت باقی نہیں رہی' آفتاب کافی ہے' غروب تک پورا دن اسی کی روشنی میں چلے گا' تو اور انبیاء بمنزلہ ستاروں کے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب کے ہیں' جب آفتاب طلوع ہوگیا اور ستارے غائب ہوگئے تو یہ مطلب نہیں ہے کہ نبوت ختم ہوگئی بلکہ اتنی مکمل ہوگئی کہ اب قیامت تک کسی نبوت کی ضرورت نہیں' گویا نبوت کی فہرست تھی جس پر مہر لگ گئی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر لگا دی' اب کوئی نبی زائد ہوگا نہ کم ہوگا' یہ ممکن ہے کہ بیچ میں سے کسی نبی کو بعد میں لے آیا جائے' جیسے عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے' مگر وہ اسی فہرست میں داخل ہوں گے اور ان کی تبع کی حیثیت ہوگی' یہ نہیں ہے کہ کوئی جدید نبی داخل ہو' پچھلے نبی کو اگر اللہ تعالیٰ لانا چاہیں تو لائیں گے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فہرست مکمل کر دی کہ اب نہ کوئی نبی زائد ہو سکتا ہے نہ کم ہو سکتا ہے۔"

(ماخوذ: ختم نبوت سورۂ کوثر میں' ص:۱۴ تا ۱۶)

☆☆......☆☆

مشروط اطاعت

مولانا محمد اکرم طوفانی

''اے لوگو! ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں' اگر کسی معاملہ میں تمہارے اندر اختلاف ہوجائے' تنازع پیدا ہوجائے (تو پھر) اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی منشاء کے مطابق حل کرلو۔''

اس آیت میں تین قسم کی اطاعت کا ذکر کیا گیا ہے' اللہ کی اطاعت' اللہ کے رسول کی اطاعت اور حاکم وقت کی اطاعت' لیکن حقیقی فرمانبرداری اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی گئی ہے' ان دو قسم کی اطاعت میں کوئی شرط نہیں ہے' بلکہ اطاعت مطلق کا حکم دیا گیا' مطلق کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا کوئی بھی حکم بغیر کسی علت کے جانے اور عقل میں نہ آنے کے باوجود ماننے کا حکم ہے' لیکن حاکم وقت کی اطاعت یا اس کے علاوہ کوئی بھی اتھارٹی' اسمبلی' سینیٹ' عدالتیں یا دیگر مجاز ادارے' ان کی اطاعت بلاشرط قرار نہیں دی گئی ہے' اگر یہ مجوزہ اتھارٹیاں کوئی ایسا حکم صادر کرتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے براہ راست ٹکراتا ہے' تو ان کے ساتھ تنازع کرنا' ان کے آڑے آنا اور ان کو دلائل و براہان سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف کھینچ لانا شرعاً واجب اور فرض ہے' ان حضرات سے اختلاف نہ صرف جائز بلکہ بعض دفعہ واجب اور افرض الفرائض سے ہے' سمجھانا ضروری ہے' اور یہ اس وقت ہوگا جب حکام وقت یا دیگر ایسی اتھارٹیاں جو اپنے آپ کو مرکز ملت سمجھ کر خلاف اسلام احکام کو رائج کرنے کی ناپاک کوشش کریں' جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد مبارک ہے کہ:

''افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر''

لفظ ''الجہاد'' میں الف لام استغراق کا ہے' حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہوا کہ: تمام قسم کے جہادوں سے افضل جہاد' اعلیٰ جہاد ظالم' جابر' بے دین حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے' اور اب قیامت تک کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک ضابطہ' حکم اور شرعی قانون ہے' جس کی خلاف ورزی یا مداہنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی تصور کی جائے گی۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ظالم' جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنے کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی کوئی حاکم' کوئی اتھارٹی' اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف حکم جاری کرے اور شریعت مطہرہ میں بے جا و ناروا مداخلت کرے تو اس کو فوراً روکا جائے اور اس کو علی الاعلان نصیحت کرنا چاہئے کہ برادر من! سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ' اللہ اور اس کے رسولؐ سے بغاوت کرکے خدا کے غیض وغضب کو دعوت نہ دو اور اس صریح اور ناجائز حرکت سے رک جاؤ' مطلب صاف ہے کہ حاکم کے خوف اور ڈر کی وجہ سے اس کو اسلام کے ساتھ بغاوت کرنے میں کھلا نہ چھوڑا جائے' قرآن پاک میں ہر نبی کا واقعہ' وقت کے امراء اور ظالم حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جانا' اس کا واضح ثبوت ہے' اور حدیث پاک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے اوپر حکام مقرر کئے جائیں گے اور ان عمال کے احکام ایسے بھی ہوں گے جن کو تم صحیح سمجھو گے اور پسند کرو گے اور ایسے بھی ہوں گے جن کو تم ناپسند کرو گے' ایسے حالات میں وہ شخص معصیت و گناہ سے بچ جائے گا جس نے ان کے ناجائز افعال پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور وہ شخص عاصی و گناہگار ہوگا جو حاکم کے ناروا فعل پر راضی اور تابع ہوگیا۔''

اس حدیث کی رو سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم وقت کا ہر حکم بجالانا ضروری نہیں' خصوصاً جب حاکم وقت حدود اللہ اور دیگر شرعی احکام میں حد سے تجاوز کرے تو اس کے سامنے کلمہ حق کہنا واجب ہوجاتا ہے اور اس کھلی برائی سے اس کو دور کرنا اور اس کو سمجھانا خود حاکم کے بھی مفاد میں ہوتا ہے کہ قیامت کے دن وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے گا' اور یہ حق بات اگر حاکم کے کانوں تک نہ پہنچی' تو یہ حاکم قیامت کے دن اللہ کے دربار میں علماء کو گریبانوں سے پکڑے گا کہ:

''اے اللہ! ان علماء نے ہماری اصلاح کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔'' یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو لوگوں اور

مسلمانوں کو اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے ان کو یوں متوجہ فرمایا:

"لوگو! میں جب تک اللہ اور اس
کے رسولؐ کی اطاعت کروں تو تم میری
بات مانو اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول
کے حکم سے انحراف کروں تو تم لوگ میرا
ٹیڑھا پن سیدھا کردو۔"

یہاں سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنی اطاعت کو مطلق قرار نہیں دیا کہ میں جو بھی فیصلہ کروں' وہ اٹل ہے' یہ خلافت کی سیٹ ہے' جو کہوں اس کو بغیر کسی چوں چرا کے مانو' ورنہ مکا دکھا کر میں تم کو سیدھا کردوں گا' نہیں بلکہ صاف فرمایا کہ لوگو! اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف چلوں یا حکم دوں تو تمہیں مجھے سیدھا کرنا ہے' اب اسی حدیث میں آگے یہ الفاظ آتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ابھی یہ جملے ختم کئے ہی تھے کہ مسلمانوں کے مجمع میں سے یہ آواز آئی:

"اے صدیق اکبرؓ! اگر آپ
ٹیڑھے چلے تو ہم آپ کو نیزے کے
بھالوں سے سیدھا کریں گے۔"

یہ بالکل صحیح توازن ہے' جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا کہ قوم اپنے حاکم کی خیر خواہ ہو' ایمانداری سے اس کی اطاعت کرے' لیکن جب وہ بگڑے تو اس کی اصلاح بھی دیانت داری سے اپنا فریضہ سمجھے' اور قوم کبھی کسی ناجائز امر کو جائز قرار نہ دے' جب کسی مسلم اسٹیٹ کا حاکم اپنے آپ کو مرکز ملت سمجھ کر خلاف اسلام احکام نافذ کرنا شروع کردے' اس وقت مسلم قوم اس ڈکٹیٹر کو اطاعت خدا اور اطاعت رسول کا درجہ دے کر خاموش تماشائی بن کر نہ بیٹھ جائے جس سے یہ ڈکٹیٹر پھر قرآن وحدیث میں تاویلیں کرکے اس کو غیر ضروری قرار دینے لگے اور پھر بتدریج اس کو خدا اور اس کے رسولؐ سے بغاوت کرنے کا چسکا پڑ جائے' لہٰذا صدیقی قول ہر وقت سامنے رہے کہ: "وان زغت فقومونی"۔

لیکن افسوس کہ آج کل کے ہمارے حکمران جب اپنی مرضی اور منشاء سے خلاف شریعت احکام نافذ کرتے ہیں تو ان کو جب روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تو فوراً اشتعال میں آکر فرماتے ہیں کہ میں کیسے اسلام کے خلاف چل سکتا ہوں' اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے' میں بھی تو پانچ مرتبہ سے زائد کعبہ میں داخل ہو چکا ہوں' وغیرہ وغیرہ۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا کعبہ میں اندر جاکر نفل پڑھنے والا اس قدر معصوم ہو جاتا ہے کہ وہ گناہ کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا؟ اور یہ اس کا داخل ہونا کیا گارنٹی بن جاتا ہے کہ وہ جو بھی حکم کرے گا وہ صحیح اور شریعت کے مطابق ہوگا؟ اور اس کے کسی قول وفعل کو چیلنج کرنا حکومت کے خلاف رٹ تصور کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو پھر سیدنا صدیق اکبرؓ اپنے دور میں بیسیوں مرتبہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہوں گے' انہوں نے تو یہ نہیں فرمایا کہ میرا حکم بلاچوں چرا تسلیم کرو' اگرچہ وہ قرآن وسنت کے خلاف ہی ہو' اس سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ' بادشاہ کی اطاعت مشروط ہے' اس کی اطاعت کو وہ درجہ قطعاً حاصل نہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کو حاصل ہے' وہ لوگ' حکمران' اتھارٹیز یا قائمہ کمیٹیاں خدا کی باغی ہیں' جو غیر شرعی فیصلے کرکے ان کو مرکز ملت کی حیثیت دے کر نافذ کرتی ہیں اور قوم سے امید رکھتی ہیں کہ ہمارے احکام بلاچوں وچرا تسلیم کئے جائیں۔

قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کرامؓ کی روشنی میں ان کا نظریہ نہ صرف باطل اور قابل نفرت ہے بلکہ امت مرحومہ کے لئے ضرر رساں بھی ہے' اس باطل نظریہ نے نہ صرف اللہ کے رسولؐ کی اطاعت سے انحراف کیا بلکہ قرآن کریم سے بھی انحراف پر اکسایا ہے' حکومت یا اس کی خودساختہ پالتو قائمہ کمیٹیاں کو مرکز ملت قرار دے کر ان کے وضع کردہ باطل' جعلی نظریات پر رعایا کو بھی مجبور کیا جائے اور رعایا کے لئے اس کو قانون بنادیا جائے' یہ کس آیت اور کس حدیث پاک کا مضمون اور مفہوم ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خالصتاً ایک باطل اختراع اور نظریہ ہے' جو ہر حال میں رد اور انکار کے قابل ہے' اللہ تعالیٰ امت کو ایسے افعال شنیعہ قبیحہ سے بچنے اور علمائے امت کو ایسے شنیع افعال کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆..............☆☆

دنیا راستہ' قبر جال اور آخرت منزل ہے

سفر میں انسان ننگے پاؤں چلتا ہے' کانٹوں پر گھومتا ہے' پتھریلی زمین پر سوتا ہے' نیند اڑ جاتی ہے' لیکن ان تمام چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا' بس وقت گزار کر گھر جا پہنچتا ہے' دنیا کا جہان بھی ایک راستہ ہے' ہم سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں کے ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس راستہ سے بس گزر کر جانا ہے' ایک وقت وہ تھا کہ ماں کے پیٹ میں تھے وہ بھی ایک راستہ تھا' پھر ماں کی گود میں اس کے پستان چوستے رہے' وہ بھی ایک راستہ تھا' پھر جوان ہوئے' اب بوڑھے ہوگئے ہیں' تمام قوتیں ختم ہوگئی ہیں' یہ سارا سفر ہے جو عنقریب پورا ہونے والا ہے' اب آنکھوں میں وہ قوت نہیں ہے کہ پڑھ سکیں اور دور دیکھ سکیں' ٹانگوں میں وہ قوت نہیں ہے کہ گھوم پھر سکیں' ساری قوتیں ختم ہوگئیں' اب یہ واپس نہیں آئیں گی' اب سمجھ لو کہ اگلی منزل قبر ہے' قبر ایک جال ہے' جو بھی اندر گیا تو پھنس گیا' یہ بدکار کے لئے عذاب کی جگہ ہے' لیکن مومن کے لئے ایک نرم جگہ ہے' اب انسان قبر جس طرح بھی اپنے لئے بنائے' بس سب کو وہاں جانا ہے۔

(حضرت اقدس مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ)

طلب علم اور تقویٰ و طہارت

مولانا حفظ الرحمٰن پالن پوری

حقیقی علم کی دولت حاصل کرنے کے لئے تقویٰ شرط اولین ہے اس کے بغیر علم کے الفاظ اور معلومات میں اضافہ تو ہو سکتا ہے' مگر علم کی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو! علم کی حقیقت کہ احکام کو صحیح صحیح سمجھ جائیں' میں قسم کہتا ہوں کہ وہ بدون تقویٰ کے نصیب نہیں ہوتا' اگر دو آدمی ہم عمر ہوں اور ایک ہی استاذ سے انہوں نے پڑھا ہو فہم و حافظے میں بھی برابر ہوں لیکن فرق یہ ہو کہ ایک متقی ہو اور ایک نہ ہو تو متقی کے علم میں جو برکت اور نور ہو گا اور جیسا فہم اس کا صحیح ہو گا اور جیسے حقائق حقہ اس کے ذہن میں آئیں گے وہ بات غیر متقی میں ہرگز نہ ہوگی' اگرچہ اصطلاحی عالم ہے اور کتابیں بھی پڑھا سکتا ہے' مگر خالی اس سے کیا ہوتا ہے؟ اگر تقویٰ ہو گا تو علوم حقہ قلب پر وارد ہوں گے اب بھی جس طالب علم کا دل چاہے تجربہ کر لے اور تقویٰ اختیار کر کے دیکھ لے کہ کیسے کیسے علوم حاصل ہوتے ہیں اگر خلوص سے تقویٰ اختیار کیا جائے تو اس کی برکت کی تو حد نہیں' اگر خلوص نہ ہو تو امتحان کے لئے کر کے دیکھ لو اس کی برکت بھی کچھ نہ کچھ دیکھ لو گے۔

لہٰذا طلبہ کو اہتمام کے ساتھ تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

تقویٰ کی حقیقت:

تقویٰ کا استعمال شریعت میں دو معنی میں ہوتا ہے: ایک ڈرنا' دوسرے بچنا' اور تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو بچنا ہی ہے یعنی معاصی سے مگر اس کا سبب ڈرنا ہے' کیونکہ جب کسی چیز کا خوف دل میں ہوتا ہے جب ہی اس سے بچا جاتا ہے' پس تقویٰ کا مفہوم ہوا تمام ظاہری باطنی گناہوں سے بچنا اور وہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ معاصی سے بچا جائے اور مامورات کو بجالایا جائے' کیونکہ ترک مامور بہ بھی معصیت ہے۔ لہٰذا طالب علم کو تمام معاصی سے پرہیز کرنا چاہئے اور مامورات کو بجالانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ (افاضات)

بالخصوص آنکھ' کان' زبان اور دماغ ان چاروں اعضاء کے غلط استعمال سے حتی الامکان بچے کہ یہ چاروں علم کے ذرائع ہیں اور انہی راستوں سے علم کا نور اندر داخل ہوتا ہے' لہٰذا ان کو پاک صاف رکھے' کہ جب یہ گندے ہوں گے تو علم کا وہ نور جو معرفت الٰہیہ اور تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہو گا' اندر داخل نہیں ہو سکتا اور علم صحیح طریقہ پر محفوظ نہیں رہ سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا مقولہ ہے کہ گناہ کرنے سے آدمی وہ علم بھی بھول جاتا ہے جو حاصل کر چکا تھا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: کبھی خاردار جھاڑی والے راستہ پر چلے ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جی ہاں! دریافت کیا: کیسے چلے ہو؟ فرمایا: دامن سمیٹ کر کپڑوں اور بدن کو پورے طور پر بچا کر کہ کہیں کوئی کانٹا کپڑے یا بدن پر نہ لگ جائے' فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے اشعار ہیں:

رئیت الذنوب تمیت القلوب
ویورثک الذل ادمانھا
و ترک الذنوب حیاۃ القلوب
و خیر لنفسک عصیانھا

یعنی گناہوں سے دل مر جاتے ہیں اور گناہ کی زندگی ذلت لاتی ہے اور گناہوں سے اجتناب میں دلوں کی زندگی ہے' نفس کی مخالفت ہی میں بھلائی ہے۔

خوف وخشیت کا مدار علم پر ہے:

ارشاد باری عز اسمہ ہے:

''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفور''

ترجمہ: ''خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں' واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔'' (بیان القرآن)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ علماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی عظمتوں سے باخبر ہیں' نہ وہ کہ جو صرف ونحو پر عبور رکھتے ہوں' پس خشیت کا مدار اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علم پر ہے' جو جتنا عارف باللہ ہو گا' اتنا ہی اللہ سے ڈرنے والا ہو گا' جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انا اعلمکم باللہ و اخشاکم بہ'' (روح المعانی)

ترجمہ:...... ''میں تم میں سب سے

زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔"

معلوم ہوا کہ بغیر حقیقی علم کے خوف وخشیت پیدا نہیں ہوتی اور نہ علم کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس خوف سے لرز رہا ہوں کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جاؤں اور پوچھا جائے: تو نے علم تو حاصل کیا تھا' مگر اس سے کام کیا لیا؟

صحابہ کرامؓ کا کمال احتیاط وتقویٰ:

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانے کے مسلمانوں کو مخاطب کرکے) فرمایا کہ: تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں' لیکن ہم ان کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موبقات یعنی ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔"

مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو اور ایسی ایسی چیزیں اختیار کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بہت معمولی درجہ کی اور بہت حقیر ہیں' زیادہ سے زیادہ تم ان کو مکروہات میں شمار کرتے ہو' لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کام اور وہ چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں اور بڑی تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگ ایسے کاموں کو بھی ان کاموں میں شمار کرتے تھے جو اخروی انجام کے اعتبار سے ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔ (مظاہر حق جدید)

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم اپنے آپ کو ان گناہوں سے بھی دور رکھو جن کو معمولی اور حقیر سمجھا جاتا ہے' کیونکہ ان گناہوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مطالبہ کرنے والا بھی ہے۔

علمی وعملی ترقی میں حلال کمائی کا اثر:

علمی وعملی ترقی میں حلال وپاکیزہ کمائی کا بہت بڑا دخل ہے کہ حلال کھانے سے قلب میں ایک نورانیت محسوس ہوتی ہے' جس سے نیک اعمال کی توفیق میسر آتی ہے اور حرام ومشتبہ کھانے سے قلب میں ایک ظلمت سی چھا جاتی ہے' جس سے توفیق طاعات سلب ہوجاتی ہے اور ترقی کا دروازہ بھی بند ہوجاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم: "کلوا من الطیبات واعملوا صالحا" میں اکل حلال کے بعد عمل صالح کی ترتیب سے اسی طرف اشارہ ہے کہ ترقی اور صالح زندگی کی بنیاد میں اکل حلال کو بڑا دخل ہے۔

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کانپور میں مجھ سے ایک صاحب نے (جن کے والد بڑے نیک تھے اور ان کی ایسی حالت نہ تھی) دریافت کیا کہ: حضرت! اب پہلے جیسے علماء کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ میں نے کہا: پہلے تم بتلاؤ کہ تم اپنے والد جیسے کیوں نہیں؟ تمہارے والد تو ایسے ایسے تھے؟ تم ایسے کیوں نہیں؟ پھر کہا: پہلے جیسے استاذ ہوتے تھے ویسے ہی ان کے شاگرد ہوتے تھے' اب مجھ جیسا استاذ ہے تو شاگرد بھی مجھ جیسا ہوگا۔"

نیز فرمایا: پہلے کے لوگ خون پسینہ ایک کرکے جائز طریق سے کماتے تھے اور حرام سے اجتناب کرتے تھے' اسی خالص حلال کی کمائی سے اخلاص کے ساتھ چندہ دیتے تھے' وہی طلبہ پر صرف ہوتا تھا' اس لئے اس کے اثرات اچھے نمودار ہوتے تھے اور بہترین علماء تیار ہوتے تھے اور اب لوگوں میں حلال حرام کی تمیز نہیں رہی' بس مال کے پیچھے پڑتے ہیں' کسی طرح ملنا چاہئے' گو حرام ہی ہو' اسی سے چندہ دیتے ہیں' اگر حلال کمائی ہوئی بھی تو اس میں عامۃ اخلاص نہیں ہوتا' وہی طلبہ پر صرف ہوتا ہے' پس جیسا مال' ویسے ہی اثرات ظاہر ہورہے ہیں۔ (ملفوظات فقیہ الامتؒ)

اسلاف کا تقویٰ واحتیاط:

ہمارے اسلاف کی زندگیاں تقویٰ وطہارت سے مزین تھیں' احکام شرع میں اپنی ذات کے بارے میں معمولی معمولی چیزوں میں بہت زیادہ احتیاط برتتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے' چنانچہ کوفہ میں ایک مرتبہ کسی کی بکری چوری ہوگئی تو آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا' اس لئے کہ بکری کی عمر سات سال ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سخت گرمی اور دھوپ میں آپ مکانوں کے سایہ میں چل رہے تھے کہ ناگاہ ایک مکان کے قریب سایہ سے نکل کر دھوپ میں چلنے لگے' کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: اس گھر کے مالک نے مجھ سے قرض لیا ہے' میرے لئے اس گھر کے سایہ سے نفع اٹھانا تقویٰ کے خلاف ہے۔

حضرت امام بخاریؒ فرماتے تھے کہ: جس وقت سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے' میں نے کسی کی غیبت نہیں کی' قیامت کے دن غیبت کے بارے میں کسی کا ہاتھ میرے دامن پر نہیں ہوگا۔

احمد بن فقیہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن اشعریؒ کی بیس سال خدمت کی' میں نے ان سے زیادہ متورع محتاط' باحیا' دنیوی معاملات میں شرمیلا اور امور آخرت میں مستعد نہیں دیکھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

امام ترمذیؒ تقویٰ' زہد اور خوف خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا' خوف الٰہی سے بکثرت روتے روتے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔

امام نسائی کے حالات میں ہے کہ زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے' صوم داودی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔

ہمارے اکابر میں حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ کا تقویٰ مشہور ہے' تقویٰ و احتیاط کا اثر یہ تھا کہ حضرتؒ کا معدہ مشتبہ چیز کو قبول نہیں کرتا تھا' فوراً قے ہوجاتی تھی' اس کی وجہ سے حضرتؒ کے اعزہ و احباب اور جہاں کہیں تشریف لے جاتے تو میزبانوں کو فکر ہوجاتا کہ کہیں حضرتؒ کے کھانے کے بعد رسوائی نہ ہو۔ (تذکرۃ الخلیلؒ)

حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ کے حالات میں ہے کہ کمسنی میں ہی تقویٰ وطہارت' زہد و قناعت جیسی صفات سے متصف تھے' بچپن ہی سے نامحرم عورتوں سے پردہ کرتے تھے' نیز مشتبہ کھانے سے پرہیز کرتے تھے' بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ مشتبہ کھانے کو معدہ نے قبول نہ کیا اور قے ہوگئی۔

پہلے مدارس کے مہتممین' اساتذہ اور طلبہ کا یہ حال تھا کہ وہ مدرسہ کے پیسوں اور اس کی املاک کو پھونک پھونک کر استعمال کرتے تھے کہ کہیں حدود سے تجاوز نہ ہوجائے' ان کو اپنی آمدنی بڑھانے کے بجائے اس بات کی فکر دامن گیر رہتی تھی کہ جو تنخواہ ہم وصول کر رہے ہیں' وہ ہمارے لئے حلال بھی ہے یا نہیں؟ اس کا حق ادا ہورہا ہے یا نہیں؟

حضرت مولانا رفیع الدینؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی گائے ایک مرتبہ کسی نے مدرسہ کے صحن میں لاکر باندھ دی' کسی شخص نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مولانا رفیع الدینؒ نے اس کی جواب دہی کے بجائے وہ گائے صدقہ کردی۔

حضرت مولانا حافظ عبداللطیفؒ مہتمم مظاہر العلوم سہارن پور کو بھی مطبخ کی کارکردگی کے معائنہ کے لئے کھانا چکھنا ہوتا تو پہلے ایک خوراک خریدتے' پھر چکھ کر باقی سالن واپس کردیتے تھے۔

دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ' مہتممین اور طلبہ کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے' لیکن جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو بزرگوں کے اس طرز عمل کے ساتھ کوئی دور کی نسبت بھی نظر نہیں آتی۔ (ہمارا تعلیمی نظام)

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری
کہ آشیانہ کسی شاخ گل پر بار نہ ہو

حضرت گنگوہیؒ کا تقویٰ و احتیاط:

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ اپنے معاملہ میں آپ کا تقویٰ و احتیاط اس قدر تھا کہ مسئلہ مختلف فیہا میں قول راجح پر اقرب الی الاحتیاط کو اختیار فرمایا کرتے تھے' باوجود ضرورت کے احتیاط کو بالکل نہیں چھوڑتے تھے' آپ کے احتیاط کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ آپ نے اپنے امراض میں کیسا ہی شدید مرض کیوں نہ ہو' کبھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی۔

مرض الموت میں جب تک اس قدر حالت رہی کہ دو آدمیوں کے سہارے سے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکے' اس وقت تک اسی طرح پڑھی کہ دو تین آدمیوں نے بمشکل اٹھایا اور دونوں جانبوں سے کمر میں ہاتھ ڈال کرلے کر کھڑے ہوگئے اور قیام و رکوع و سجود غرض پوری نماز انہیں کے سہارے سے ادا کی' ہر چند خدام نے عرض کیا کہ: حضرت! بیٹھ کر نماز ادا کیجئے' مگر نہ کچھ جواب دیا' نہ قبول فرمایا۔ ایک روز مولانا محمد یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ: حضرت! اگر اس وقت بھی جائز نہیں تو پھر کون سا وقت اور کون سی حالت ہوگی' جس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: قادر بقدرۃ الغیر تو قادر ہوتا ہے اور جب میرے دوست ایسے ہیں کہ مجھ کو اٹھا کر نماز پڑھاتے ہیں تو میں کیونکر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آخر نوبت ضعف اس قدر پہنچ گئی کہ دوسروں کے سہارے بھی کھڑے ہونے کی قدرت نہ رہی تو اس وقت چند وقت کی نمازیں آپ نے بیٹھ کر پڑھیں' گویا بتلادیا کہ اتباع شرع اس کو کہتے ہیں' تقویٰ اس کا نام ہے' اختیار احوط اس طرح ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ کا تقویٰ و احتیاط:

حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ مظاہر العلوم سہارنپور کے مہتمم تھے' تقویٰ و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر سینکڑوں افراد کے کھانے کا انتظام فرماتے اور ایک وسیع دسترخوان لگتا' لیکن خود کا یہ حال تھا کہ کبھی مدرسہ کے کھانے میں شریک نہ ہوتے' جب رات گئے انتظامات سے فارغ ہوتے تو اپنے گھر سے لایا ہوا ٹھنڈا سالن ایک کونے میں بیٹھ کر کھالیتے تھے' یہ بھی ایک زندگی تھی۔ (ہمارا تعلیمی نظام)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ کا تقویٰ و احتیاط:

حضرت شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے مزین فرمایا تھا' مظاہر العلوم سہارن پور کی مسجد کے باہر چند پھول کے درخت لگے ہوئے تھے' جب ان پودوں پر پھول نکلے تو ایک مخلص طالب علم کچھ پھول لے کر حضرتؒ کی خدمت میں پہنچے اور عقیدت سے پھول پیش کئے' حضرت نے دریافت کیا: کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے صورت حال بتائی تو فرمایا: وہ زمین وقف کی ہے' اس سے فائدہ اٹھانا طلبہ کے لئے تو جائز ہے' میرے لئے جائز نہیں' قبول فرمانے سے انکار فرمایا' بعض دوسرے طلبہ سے معلوم ہوا کہ وہ پودینہ لے کر گئے مگر حضرتؒ نے قبول نہیں فرمایا۔ (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ اور ان کے خلفاء)

☆☆..........☆☆

دینی و عصری تعلیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جب پیدا کیا تو ایک طرف زمین اور فضا کو وہ شکل اور ہیئت عطا فرمائی جو انسان کے اس زمین پر زندگی گزارنے کے لئے معاون ہو' جس کی تعبیر قرآن مجید میں "تسخیر" کے لفظ سے کی گئی ہے' اور اس کے دائرہ میں سورج اور چاند تک کو لے لیا گیا ہے' اور انسان کی زندگی کی صلاحیتوں میں ایک اہم ترین صلاحیت حصول علم کی رکھ دی گئی جو کسی اور زمینی مخلوق کے اندر نہیں رکھی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ سب بے مقصد نہیں ہے اور خود قرآن مجید نے کہا ہے:

"افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لا ترجعون۔" (المومنون:۱۱۵)

ترجمہ: "کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو عبث (بیکار) پیدا کیا ہے؟ اور کیا تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے؟"

اور دوسری جگہ یہ بیان فرمایا:

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔" (الذاریات:۵۶)

ترجمہ: "ہم نے جنوں و انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ ہمارے عبد بن کر (یعنی ہمارے کہنے کے مطابق) زندگی گزاریں۔"

ان سب باتوں سے دو اہم پہلو خاص طور پر نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں' ایک تو یہ کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے بامقصد زندگی عطا فرمائی ہے' لہٰذا وہ ارادۂ الٰہی کو سمجھیں اور اس کے مطابق زندگی گزاریں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ زمین اور فضا یہ سب ہمارے مقصد زندگی اور ضروریات زندگی کے معاون کے طور پر پیدا کی گئی ہیں' ان دو باتوں کے ساتھ قدرت کا ایک اہم ترین عطیہ یہ ہے کہ انسان کو ایک اعلیٰ ترین صفت حصول علم کی صفت دی گئی ہے' اس کو کام میں لا کر انسان غیر معمولی کام انجام دے سکتا ہے' اپنی زندگی کی ضروریات کو بھی پورا کر سکتا ہے اور ارادۂ الٰہی کی انجام دہی کا کام بھی اس سے لے سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس اہم

مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی

ذریعہ کی اہمیت کو انسان سمجھے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے' لیکن وہ فائدہ صرف خود غرضی اور نفس پرستی کے لئے نہ ہو' بلکہ اس نظام عالم اور انسانوں کی تخلیق کا جو مقصد اعلیٰ ہے' اس میں معاون بنے اور ضمناً اس محدود زندگی کی جو ضروریات ہیں ان کو بھی پورا کرے' چنانچہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رسالت و نبوت کا سایہ قیامت تک اور اس نظام عالم کے اختتام تک قائم رہے گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت و رسالت کے آغاز سے اس بات کی طرف توجہ کی کہ لوگ علم حاصل کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے وہ احکام لوگوں تک پہنچائے جن میں علم کی اہمیت بتائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علم کی صلاحیت عطا کرنے کو اپنے ایک احسان کے طور پر بیان کیا ہے' چنانچہ فرمایا:

"الذی علم بالقلم' علم الانسان مالم یعلم۔" (سورۂ علق:۴،۵)

ترجمہ: "اللہ کی ذات وہ ذات ہے' جس نے قلم کے ذریعہ سے علم عطا کیا اور انسان کو وہ علم دیا جو انسان کے پاس نہیں تھا۔"

قرآن مجید کے اس تذکرہ کے طرز سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ دہانی سے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں حصول علم کی طرف توجہ شروع ہو گئی' اور ایک صدی بھی نہیں گزری تھی کہ مسلمانوں میں علم کا چرچا عام ہو گیا اور علم کی مختلف شاخوں میں کمال پیدا کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا' اور تھوڑی ہی مدت میں علم کے مختلف پہلوؤں میں یگانۂ روزگار شخصیتیں پیدا ہو گئیں اور مسلمان علم کے میدان میں پوری دنیا میں سب سے فائق اور رہنما بن گئے' اور یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں نے علم میں اتنی ترقی اور وسعت پیدا کر لی تھی کہ اس وقت کی کوئی قوم بھی ان کی ہمسری نہیں کر سکی۔ ان کے حاصل کردہ علم کی روشنی سے ان کے قرب و جوار کے لوگوں نے بتدریج فائدہ اٹھانا شروع کیا اور بتدریج دوسروں میں علم پھیلا' لیکن علم کی صرف ان شاخوں میں جن کا نفع اسی محدود دنیاوی زندگی تک محدود ہے' فائدہ اٹھایا گیا' اور صرف

ان کو حاصل کرکے ترقی کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کی فکر و محنت سے اور تعلیم میں زیادہ سے زیادہ توجہ کرنے سے جو زیادہ سے زیادہ کامیابی ہو سکتی ہے حاصل کر لی گئی۔

ادھر مسلمانوں کا معاملہ یہ رہا کہ پانچ صدیوں تک علمی اور عملی میدانوں میں طاقت اور کمال میں رہنے کے بعد زوال میں آ گئے' جو ان کی تساہلی و بے توجہی کی وجہ سے ہوا اور قانونِ فطرت کے تحت کہ عروج مکمل ہونے کے بعد عموماً زوال ہوتا ہے' ان کا یہ زوال زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ہوا اور اس دوران دوسری قومیں جو عرصہ دراز سے زوال کی حالت میں تھیں وہ ترقی کرتی چلی گئیں' اور دنیاوی معاملات کے علم اور طاقت و غلبہ کے وسائل میں مسلمانوں سے آہستہ آہستہ آگے بڑھ گئیں' اس کی وجہ سے گزشتہ کئی صدیوں کے دوران مسلمان بہت پیچھے ہو گئے' لیکن اب وہ اپنی کمی کا احساس کرنے لگے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی اس کمی کو دور کرنے کی فکر کی جاری ہے اور کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ اپنے عروج کو پھر حاصل کر لیں۔

لیکن ہمیں کہنا یہ ہے کہ یورپ کا حصول علم کا مقصد اس محدود دنیا کی فرحت اور راحت تک محدود ہے' اسلام اس فرحت اور راحت کو منع نہیں کرتا' لیکن علم و عمل دونوں کو اسی مقصد تک محدود رکھنے کو صحیح نہیں سمجھتا' اس لئے کہ اس مقصد پر اکتفا کرنا انسان جیسی باصلاحیت اور بلند و برتر مخلوق کے لئے کم تر اور چھوٹی بات ہے' اور اس نظام عالم کے قیام اور انسانوں کی تخلیق کا قدرتِ الٰہی کی طرف سے جو مقصد بتایا گیا ہے' اس کے بھی مطابق نہیں' ہماری نظر کو اس سے وسیع بنانے کا حکم دیا گیا ہے' جو چیزیں اس عالم میں ہماری زندگی کے لئے معاون بنا کر پیدا کی گئی ہیں' ان کو ہم اپنے علم کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ معلوم کریں' ان سے ہم حسب ضرورت اپنے علم کے ذریعہ سے معاونت حاصل کریں' اور فائدہ اٹھائیں' لیکن اپنے اعلیٰ مقصد کو بھی سمجھیں کہ ہم کو اپنی آخرت کی طویل زندگی کے لئے بھی فکر کرنا ہے اور اس کی خاطر ہم کو علم و عمل کی جو ضرورت ہے اس کو بھی ضرور اختیار کریں۔

مسلمانوں کے دور اقتدار میں علم کے جو مراکز تھے ان سے مذکورہ بالا دونوں مقصد پورے کئے جاتے تھے' لیکن استعماری طاقتوں نے اپنی مغلوب قوموں کو اپنا معاون بنانے کے لئے جس طرح کے علم کی ضرورت تھی' صرف اسی حد تک علم کو پھیلانے کی طرف توجہ کی کہ اچھے کلرک بن سکیں اور ضرورت کے لحاظ سے واقف کار اور کارپرداز بن سکیں اور سامراجی حکمرانوں کے کاموں میں ان کے اسسٹنٹ بن سکیں۔ چنانچہ انہوں نے تعلیمی نظام میں جو ذہن و فکر شامل کیا' اس کو اسی مقصد تک محدود رکھا' اس کو دیکھتے ہوئے ہمارے علمائے کرام کو اس نئے سامراجی نظام تعلیم سے اسلام کی روح اور اس کے لائق علوم کے ختم ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔

ظاہر ہے کہ اسلام کی روح اور اسلام کی تعلیمات باقی نہ رہیں تو اسلام کیسے باقی رہے گا' اور سامراجی نظام جو اسلام کے مقصد و فکر سے متفق نہیں تھا' بلکہ مخالف تھا' وہ اسلامی تعلیمات کے ختم ہو جانے کو مناسب سمجھتا تھا' چنانچہ علمائے اسلام نے اس کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے دینی علوم کو اور اسلام کی تعلیمات کو کہ جو کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہیں' بچانے کے لئے ان کو تعلیم و اشاعت کا اپنی حد تک جو ممکن تھا' اس کا انتظام ہو سکے اور جس پہلو کے مٹ جانے کا خطرہ ان کو درپیش تھا' اس کے بچا لینے پر عوام کے معمولی چندوں کے ذریعہ اپنی ساری توجہ مرکوز کی' اور جہاں تک دنیاوی ضروریات سے تعلق رکھنے والے علوم کا معاملہ ہے' تو اس کے لئے خود کثرت سے درس گاہیں قائم کی جاری تھیں' اس لئے علماء نے اپنی علمی توانائی کو اسلامی تعلیمات کی حفاظت کے دائرہ تک محدود رکھا اور یہ صحیح بھی تھا' کیونکہ وسیع پہلوؤں کی ضرورت کے لئے تقسیم عمل کا اصول چلایا جاتا ہے' لہٰذا علماء کے طبقہ نے اس اہم پہلو کو اختیار کیا' اس اصول سے جیسیوں دنیاوی علوم کی درسگاہوں کے درمیان دینی علم کی دو ایک درس گاہوں کا اس پہلو کو اختیار کر کے اس پر اپنی توجہ مرکوز کرنا قابل اعتراض بات نہیں ہو سکتی' بلکہ تقسیم عمل کے اعتبار سے بھی ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے دانشور طبقہ میں علماء کا تناسب دیگر دانشوروں کے مقابلہ میں خاصا کم ہے' اسلامی شریعت کی تعلیم و ترویج کے لئے دانشوروں کی یہ مختصر تعداد اپنے کو اس کام کے لئے مخصوص کر دے تو یہ ایک طرح سے ضروری بات قرار دی جانا چاہئے' زندگی کے دوسرے شعبوں میں تو سب لوگ لگے ہوئے ہیں' لیکن جو دانشور حضرات خدا کی رضا اور آخرت کی سرخروئی کے معاملات و احکامات و تعلیمات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں' وہ علماء کی اس فکر مندی و عملی توجہ پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں' اور یہ محسوس کرنا چاہتے ہیں کہ علماء دین کا یہ ایک چھوٹا طبقہ ایسا کام کر رہا ہے جو کہ ان کے نزدیک فضول ہے' اور اس کو وہ قدامت پرستوں کی ذہنی کجی قرار دیتے ہیں' حالانکہ یہ علماء دین کا سوچا سمجھا خیال ہے کہ اگر انسانوں کو میڈیکل تعلیم کی ضرورت ہے اور صنعتی مقاصد کے لئے انجینئروں کی ضرورت ہے تو مسلمان کو اس کے مذہبی فرائض اور قرآن و حدیث کے احکامات و ہدایات کہ جن سے دنیا میں مسلمان کو اخلاق سوزی اور بے حیاء اور بے باک اخلاق کی

زندگی سے بچایا جاسکے' جس میں مغرب کے مرتب کردہ نظام تعلیم کے حاصل کردہ حضرات کمر کمر تک ڈوبے ہوئے ہیں' ضرورت ہے کہ ان کو زندگی کے طور و طریق میں اچھے برے کا فرق بتایا جائے' اخلاق انارکی پر اخلاق تحفظ کی برتری بتائی جائے' خوف خدا اور خوف آخرت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے تعلیم و تربیت جیسے موثر ذریعہ کو بھی اختیار کیا جائے جو کہ مغربی نظریہ تعلیم میں یکسر نظر انداز کیا جاتا ہے' مذہبی احساس رکھنے والوں کو اس بات کی فکر کرنا بالکل بجا ہے۔

ہمارے علماء دین جو دینی مدرسوں کو چلا رہے ہیں' وہ عصری علوم کی افادیت کے منکر نہیں ہیں' بلکہ ان کو ضروری سمجھتے ہیں' لیکن وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے دیگر اہل مذہب دانشور اس میں مناسب تعداد میں لگے ہیں' اور ان کا کام ہو رہا ہے' پھر بھی وہ علوم عصریہ کے اس حصہ کو جو ہر ایک کی زندگی کے لئے ضروری ہیں' اپنے یہاں اختیار کرنے کی بھی فکر رکھتے ہیں۔ رائج الوقت عصری علوم سماجی وانسانی اور تجرباتی وطبعی دو قسم کے علوم پر مشتمل ہیں' ان میں تجرباتی وطبعی علوم قدرتی حقائق اور ان کو تجربہ میں لانے سے حاصل ہوتے ہیں' ان کی افادیت سے اسلام کو بالکل اختلاف نہیں' ان سے انسانوں کو جو فائدہ پہنچتا ہے' اس کے لئے عصری درس گاہوں میں جو کام ہو رہا ہے' وہ ضرورت کے مطابق ہو رہا ہے' علماء کرام اس کو کافی سمجھتے ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنے کو صحیح سمجھتے ہیں۔

دوسرا پہلو سماجی و انسانی علوم کا ہے' ان میں ذہن انسانی کو کسی بھی فلسفہ فکر کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے' ان کے معاملہ میں مغربی نظام تعلیم ایسا آزاد ذہن بناتا ہے جو مذہبی قدریں تو بڑی چیز ہیں' انسانی قدروں کو بھی نظر انداز کرتا جارہا ہے' اس کی طرف ہمارے مدارس کو خواہ عصری ہوں' خواہ مذہبی' توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ان علوم کو اس طرح پیش کیا جائے کہ اسلامی نقطہ نظر کو نقصان نہ ہو' اس بات کی طرف توجہ ندوۃ العلماء نے سو سال قبل ہی دی تھی اور اپنے یہاں کے نصاب میں ان کے ضروری اور واجبی حصہ کے لئے جگہ نکالی' دیگر دینی مدارس میں بھی اس کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے' ندوۃ العلماء کا قیام ہی اس نقطہ نظر کو پیش کرنے اور اپنانے کے لئے کیا گیا تھا اور اس نے ایسے نصاب تعلیم کی طرف دعوت دی تھی' جس میں علوم دینیہ کے ساتھ ضروری حد تک سماجی علوم کو بھی جگہ دی گئی اور الحمدللہ! اس پر عمل اس کے ہم مذاق مدارس دینیہ میں بتدریج پھیلتا جارہا ہے۔

لیکن افسوس ہے! کہ جن لوگوں نے عصری درس گاہوں میں تعلیم حاصل کی' دینی علوم کی ضرورت و اہمیت پر زیادہ دھیان نہیں دیا' عصری درس گاہوں کے مغربی سرپرستوں کے ہی ذہن کے مطابق سوچنے اور سمجھنے کا مزاج بنایا اور اس پر دھیان نہیں دیا کہ وہ مذہب کے اثر اور تعلیم سے دور رکھنا چاہتے ہیں' وہ برابر ہماری ان درس گاہوں کو مختلف طریقے سے بے کار اور بے ضرورت قرار دیتے ہیں' حالانکہ کم از کم تقسیم عمل کی بنیاد ہی پر ہمارے مذہبی مدارس کے کام کی اہمیت کو تسلیم کیا جاسکتا ہے' ان مدارس میں دراصل اسلام کے بتائے ہوئے نظام زندگی اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت کے احساس سے دینی علوم اور اس کے ساتھ بقدر ضرورت سماجی علوم پر اکتفا کرنے کے لئے فکر کرنے کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ تقسیم عمل کا یہ رویہ خود عصری درس گاہوں میں ہے' قانون کے طالب علم کو میڈیکل تعلیم پر مجبور نہیں کیا جاتا اور میڈیکل کے طالب علم کو انجینئرنگ کی تعلیم پر مجبور نہیں کیا جاتا' اسی طرح لاء (قانون) کا طالب علم صرف قانون ہی پر محنت کرتا ہے اور کوئی اس کو قابل مذمت نہیں قرار دیتا۔

اسلام جو پوری زندگی کے معاملات کو اپنے احاطہ میں لیتا ہے' اس میں شریعت کا قانون وسیع ترین قانون ہے جو قرآن مجید اور حدیث شریف اور فقہ کے علوم سے مرتب ہوا ہے' وہ خاصا وقت چاہتا ہے' اسی طرح سماجی معاملات اور اجتماعی زندگی کے دیگر معاملات کے لئے بھی واضح ہدایات ہیں جو ہم کو حدیث شریف کے وسیع علم سے حاصل ہوتی ہیں۔

ندوۃ العلماء میں پہلے سے ان سب کی فکر کی جاتی رہی ہے اور اب دیگر مدارس و جامعات میں بھی فکر کی جانے لگی ہے' اسلامی نظام تعلیم کے علاوہ دیگر عصری درس گاہوں میں جو مزید علوم کا انتظام ہے' اس سے ہمارے علماء کی طرف سے روکا نہیں جاتا' البتہ اس سماجی وانسانی علوم کو مذہبی اقدار کے منافی اسلوب میں پڑھانے کو مضر قرار دیا جاتا ہے' لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہماری دینی درس گاہوں اور اسلام سے وابستگی رکھنے والے اداروں کے نظام کو آکر دیکھے بغیر صرف اندازہ سے اس کو بے کار قرار دینے کا ایسا رویہ اختیار کیا جانے لگا ہے' جیسا کہ مغربی سامراج کے ذمہ داروں کی طرف سے ہر اسلام پسند ذہن رکھنے والے کو دہشت گرد اور نماز' روزہ کی جگہوں کو اور دینی تعلیم کے اداروں کو دہشت گردی کے اڈے کہہ کر کیا جاتا ہے' حتی کہ کوئی داڑھی رکھتا ہے تو دہشت گرد' مسجد میں پابندی سے جاتا ہے تو دہشت گرد' یہ رویہ نہ صرف زیادتی کا ہے بلکہ ناواقفیت کا بھی ہے۔

ہم کو مغربی تعلیم کے ان لوگوں سے جو اسلام کو ناپسند کرتے ہیں' اتنا شکایت کا موقع نہیں ہے جتنا ان لوگوں سے ہم لوگوں کو شکایت کا موقع ہے' جو اپنے کو اسلام سے وابستہ سمجھتے ہیں اور اسلام کے فکر و عقیدہ کے ماننے والے ہیں۔

☆☆..........☆☆

قادیانیت کے دو اہم راز

قادیانی ترقی کے درازوں میں سے ایک راز طاعون ہے اور دوسرا سیاسیات۔ اس بارے میں فاضل مؤلف کی تحقیق ملاحظہ فرمایئے:

طاعون کی دعوت:

”حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی تھی‘ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔“ (حقیقۃ الوحی ص۲۲۴ خزائن ج۲۲ ص۲۳۵ از مرزا قادیانی)

طاعون پھیلا تو یہ اعتقاد پھیلایا گیا کہ جو لوگ قادیانیت سے انکار کریں گے‘ وہ طاعون کے پنجہ میں بطور عذاب گرفتار ہوں گے‘ اور جو قادیانیت قبول کریں گے وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ جان کے خوف سے توہم پرست لوگ قادیانیت کی طرف دوڑ پڑے۔ قادیانی ہونے پر جو لوگ طاعون کا شکار ہوئے وہ کچے قادیانی قرار پائے اور جو بچے رہے‘ وہ پکے قادیانی مانے گئے۔ بہرحال قادیانیت کی تبلیغ میں طاعون نے خوب مدد دی۔ چنانچہ قادیانی اکابر کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

سلسلہ کی ترقی:

”اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی‘ نہ طاعون کے دور دورے سے قبل اور نہ اس کے بعد‘ چنانچہ خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد قادیانی) بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا‘ ان دنوں میں بعض اوقات پانچ‘ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔“

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۴۷ روایت نمبر۳۵۶)

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

”طاعون خدا کا ایک عتاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تائید کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ہماری جماعت کی رفتار ترقی کو دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فیصدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پانچ پانچ سو‘ ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت (مرزا) صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے۔“ (طاعون کا تحفہ بھی عجیب رہا‘ للمولف) (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۵ نمبر ۷۲ مورخہ ۹/مارچ ۱۹۱۸ء)

توسیع مکان کا چندہ:

مزید برآں طاعون کے دور دورے میں مرزا صاحب کے مکان میں توسیع کی اچھی صورت نکل آئی۔ (موقع شناسی بھی بڑی چیز ہے۔ للمؤلف)

”چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے‘ اور ہمارے گھر میں‘ جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں‘ سخت تنگی واقع ہے‘ اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے‘ جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے‘ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے‘ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا‘ جس میں ہمارا حصہ ہے‘ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہوسکتی ہے‘ دو ہزار تک تیار ہوسکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے‘ اور یہ گھر وحی الٰہی کی

خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا' نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرکے' جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے' کوشش کرنی چاہئے' میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے' مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔

المشتہر: مرزا غلام احمد قادیانی''

(کشتی نوح ص ۷۶ خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

طاعون کی احتیاطیں:

اگرچہ مرزا صاحب کا مکان طاعون کے مقابل کشتی نوح قرار پاچکا تھا' تاہم مرزا صاحب عالم اسباب کی رعایت سے ہر طرح کی پوری احتیاطیں عمل میں لاتے تھے۔ (للمؤلف)

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو صفائی کا بڑا خیال تھا' خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائل لوٹے میں حل کرکے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جاکر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوادیا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مرجائیں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ ڈال کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا' اور اس وقت دروازے بند کردیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہوجانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۹ روایت نمبر ۳۷۹)

طاعون کا خوف:

اتنی بشارتوں اور اتنی احتیاطوں کے باوجود بھی معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کا خوف کافی طاری رہتا تھا' اور اسی خوف میں بڑی بے خوفی سے گھر کے بعض غریبوں پر طاعون کے شبہ میں بڑا ظلم ہوا کہ بحالت علالت گھر سے نکال دیئے گئے۔ للمؤلف۔

''اس وقت تک خدا کے فضل وکرم اور جود اور احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثاں کو تپ ہوگیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے' لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا (احتیاط اسی کا نام ہے' للمؤلف) اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی بھی نکل آئی' اس کو بھی باہر نکال دیا ہے...... میں تو دن رات دعا کررہا ہوں اور اس قدر زور و توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہوگیا کہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے' اور خطرناک آثار ظاہر ہوگئے (وہم کا بھی کمال ہے' للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لئے کچھ رسکپور اور کسی قدر فنائل لے آویں' اور کچھ گلاب و سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد کا مکتوب مورخہ ۱۶/ اپریل ۱۹۰۴ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ چہارم ص ۱۱۲' ۱۱۳ مکتوب نمبر ۳۹)

''وبائی ایام میں حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کارڈ کو بھی جو وبا والے شہر سے آتا' چھوتے تو ہاتھ ضرور دھولیتے۔'' (رسالہ ریویو آف ریلجنز اگست ۱۹۲۸ء ص ۵ منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۲ ص ۵ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

مکان سے باغ:

یوں تو مرزا صاحب کا مکان کشتی نوح قرار پاچکا تھا' اور اسی بنا پر معتقدین کے چندے سے اس کی توسیع بھی چاہی گئی تھی۔ پھر بھی کسی نہ کسی خوف سے مکان چھوڑ کر باہر جانا پڑا۔

''کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے (قادیانی ہوکر ایسی بات منہ سے نکالیں' واقعی تعجب ہے' للمؤلف) حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہورہے تھے۔ اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔'' (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۱۳۲ ص ۹ مورخہ ۱۱/ مئی ۱۹۳۳ء)

سیاسیات

یوں تو قادیانی سیاسیات کی تفصیل بہت طویل ہے جو ''قادیانی مذہب'' کی چار فصلوں میں درج ہے۔ سچ پوچھئے تو یہی سیاسیات قادیانی تحریک کی روح رواں تھی۔ یہاں اس کی ایک جھلک کافی ہے۔

اطلاع:

"جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں' جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ اپنا دستور العمل رکھے' وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲/ جنوری ۱۸۸۹ء کو چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے' جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے' جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ کو بھیجی گئی تھی' ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں' گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار باران کو تاکیدیں کی گئیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔" (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴/فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۹ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹،۱۸)

قادیانی جماعت:

"اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عامہ خلائق متمتع ہوں گی' ایسا ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع واقسام کے فوائد متصور ہوں گے' جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہئے' ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے۔"

(ازالۂ اوہام ص ۸۳۹ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۵۶۱)

"وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے' وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے' جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے (وفاداری تو اچھی اور ضروری چیز ہے لیکن اس کو بار بار شدومد سے جتلانا اور مسلمانوں کے مقابل بڑھا کر دکھانا اس کی مصلحت آئندہ ظاہر ہوگی' للمؤلف)۔"

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

(۹) قادیانی معززین:

"چونکہ مسلمانوں کا ایک فرقہ نیا جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے' پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدیدار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں' اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے' جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ کے جدید اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کے پیشوا ہوں حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کر دوں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۸)

"میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی فرقہ ہے' جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔" (مسلمانوں سے تقابل قابل غور ہے۔ للمؤلف)۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

"گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں' اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نوتعلیم یافتہ انگریزی خوان' یا ایسے نیک نام علماً اور فضلاً اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں' یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں' جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں' یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں' اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں' ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماً کی ہے' جنہوں نے میرے اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں' اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔" (مریدوں کے واسطے بھی یہ ترکیب بڑی پرکشش ہوگی۔ للمؤلف)

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴/ فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

خود کاشتہ پودا:

میرا اس درخواست سے' جو حضور کی خدمت میں معہ اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں' مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں..... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جن کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں' اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو (جو بقول مرزا صاحب خود کاشتہ پودا ہے۔للمؤلف) ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں (اس نظر کا اثر معلوم ہے؟للمؤلف)...... اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔" (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴/فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰ تا ۲۲)

ممبران پارلیمنٹ:

"جماعت احمدیہ نے' جس نے اپنا صدر مقام ایجویر روڈ (لندن) میں قائم کیا ہے' ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک ایڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر ایڈورڈ میکلین کو پیش کیا گیا تھا' روانہ کیا ہے' خط مسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے' بنابریں ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کردیں' اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ج۷ نمبر۷۷ مورخہ ۱۲/اپریل ۱۹۲۰ء)

سرکاری محبت:

"سلسلہ عالیہ احمدیہ کو امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے' اور یہ حالت ہندوستان تک محدود نہیں' بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت تک ایک احمدی کے پاس رہتا تھا' ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا' جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس' اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا:

افسر: کیا تم بھی احمدی ہو؟

امیدوار: (ڈر کر کہ احمدی نام سے ناراض نہ ہو) نہیں صاحب۔

افسر: تم اتنی مدت احمدی کے پاس رہا' مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا؟ جاؤ پہلے احمدی بنو پھر فلاں تاریخ کو آنا۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت' امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔" (اخبار الفضل قادیان ج۶ نمبر ۹۳' ۹۴ مورخہ ۲۷/۳ جون ۱۹۱۹ء)

شرم کی شکایت:

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں' جس میں' میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو' مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے' میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے' کہ: ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے؟ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھیں نہیں کھلیں۔" (گویا ان کو اندرونی بھید معلوم نہیں۔للمؤلف)۔ (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۳ مورخہ ۷/جولائی ۱۹۳۲ء)

رائے عامہ:

"ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آتے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں' پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں "ٹوڈی" کہا جاتا ہے۔" (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان ج۲۲ نمبر۵۸ ص۲ مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۳۴ء)

☆☆......☆☆

خبروں پر ایک نظر

حکیم حسن محمد شمسی رحلت فرماگئے

بہاولپور کے مشہور طبیب حکیم حسن محمد شمسی ۷/فروری ۲۰۰۷ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ مرحوم روہڑ ضلع حصار میں پیدا ہوئے' طب حکیم اجمل خان سے پڑھی' تقسیم کے بعد بہاولپور میں ڈیرہ لگایا' فرید گیٹ کے اندر شاہی بازار میں شمسی دواخانہ کے نام سے مطب قائم کیا' پوری زندگی تجرد میں گزار دی' بھتیجوں نے خوب خدمت کی' ان کا مطب مرجع عوام و خواص رہا۔ بہاولپور کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام اس سے مستفید ہوتے رہے۔ امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزادؒ نے ریلوے روڈ پر دارالعلوم اسلامی مشن کے نام سے ادارہ قائم کیا' مولانا آزاد جب تک بہاولپور رہے' ان کی محفل شمسی دواخانہ میں برپا ہوتی' جس میں علماء کرام اور دینی ذہن رکھنے والے حضرات شرکت کرتے' جس میں علمی' ادبی' دینی اور سیاسی موضوعات پر دیر تک گفتگو ہوتی۔

بندہ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۰ء کے دوران بہاولپور میں جماعت کے مبلغ کی حیثیت سے تعینات رہا' حکیم صاحب سے درجنوں ملاقاتیں ہوئیں' موصوف سدابہار شخصیت کے مالک تھے' بیعت وسلوک کا تعلق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تھا' ان کی دکان صرف مطب ہی نہیں تھا' بلکہ قرآن پاک کی تعلیم کی درسگاہ بھی تھی' سینکڑوں بچے اور بچیاں ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

ایک مرتبہ قادیانی انہیں چناب نگر (ربوہ) لے کر گئے۔ مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی جہنم مکانی سے ملاقات کرائی' حکیم صاحب نے مرزا محمود سے سوال کیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی آنکھوں سے بھینگا نہیں تھا' جب کہ مرزا قادیانی بھینگا اور کانا تھا' معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا' اس پر مرزا محمود بہت چیں بجبیں ہوا۔

مرحوم' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے۔ عیدالاضحیٰ کے دنوں میں ان کا مطب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے چرم قربانی کا مرکز ہوتا' لوگ ان پر اعتماد کرتے اور بعض اوقات بغیر رسید کے کھالیں جمع کرا جاتے۔ عیدالاضحیٰ ۱۴۲۷ھ کے موقع پر ۱۰/ ذوالحجہ کو کرسی پر تشریف فرمارہے' حالانکہ دوروز پہلے بخار شروع ہوگیا تھا' چنانچہ عاشورہ محرم کے بعد تک بیمار رہے۔ ۱۷/محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بروز بدھ مغرب کی نماز کے بعد بقائمی ہوش وحواس رہے اور اشارہ سے بات چیت کرتے رہے' وفات سے چند منٹ قبل آنکھیں کھولیں' مسکرائے' پھر آنکھیں بند کیں اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور کسی کو احساس تک نہ ہوا' اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد ڈھائی بجے ٹیکنیکل ہائی اسکول بیرون فرید گیٹ کے وسیع میدان میں نماز جنازہ ہوئی جس میں ہزاروں مسلمانانِ بہاولپور نے شرکت کرکے انہیں سفر آخرت کے لئے روانہ کیا' نماز جنازہ کی امامت مرحوم کے پیر بھائی قاری محمد صدیق نے کی' اور یوں زندگی کی تقریباً ۱۲۰ بہاریں دیکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد اسحاق ساقی نے کی۔ چونکہ غیر شادی شدہ ہونے کی بنا پر مرحوم کی کوئی صلبی اولاد نہیں تھی' اس لئے اپنے برادرزادہ حکیم محمد اکرام کی تربیت کی اور وہ آپ کے جانشین ہوئے۔ اللہ پاک مرحوم کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ان کے ساتھ اپنے شایان شان معاملہ فرمائیں۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے راہنماؤں حاجی سیف الرحمٰن' مولانا محمد اسحاق ساقی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی کارکردگی: ایک جائزہ

ٹنڈو آدم (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے رہنما' حضرت حماداللہ ہالیجویؒ' حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز' سفیر ختم نبوت حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ العالی نے باقاعدہ طور پر ۱۹۸۰ء میں ٹنڈو آدم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی' بس پھر لوگ آتے رہے کارواں بنتا گیا' ٹنڈو آدم میں سب سے پہلی کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی جانب سے رکھی گئی' جس میں امیر مرکزیہ' خواجہ خواجگان' مخدوم الملت' حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی' مجلس عمل کے نائب امیر علامہ علی غضنفر کراروی اور دیگر اکابر علماء تشریف لائے تھے اور وہ اس وقت کی بے مثال کانفرنس تھی' اس کے بعد ہر سال باقاعدہ کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رہا' ماضی کی کانفرنسوں میں سابق امیر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، سابق نائب امیر حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ، سابق ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا قاضی اللہ یارؒ، مولانا خدا بخشؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا نذیر حسین انڈھڑؒ، مولانا جمال اللہ الحسینیؒ، شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ، مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ نے حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب کی مجلس کے ساتھ لگن اور اخلاص کی وجہ سے کسی سال کانفرنس میں شرکت کو نہ چھوڑا اور ہمیشہ سرپرستی فرماتے رہے' اللہ کی مشیت کہ ہمارے ان بزرگوں میں سے ایک بھی نہ رہا' مگر وہ ہمیں اپنے مخلص جانشین اور رہنما دے گئے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حالیہ امیر مرکزیہ و نائب امیر مرکزیہ مخدوم العلماء خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' مخدوم الصلحاء سید الاولیاء حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی کی ضعف اور عمر رسیدگی کی وجہ سے ان کی شرکت سے تو ہم محروم ہیں' البتہ ان کی خانقاہوں میں ان کی دعائیں ہمارے لئے باعث رحمت ہیں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے روح رواں حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب کی زندگی نے گستاخان رسول بالخصوص قادیانیوں کو نکیل ڈال رکھی ہے' ماضی قریب میں آپ نے ایک ہولناک فتنے گوہر شاہی پر مقدمہ درج کرا کے اس کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی کو سزائے موت دلوائی۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ توہین رسالت' توہین قرآن کریم اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت مقدمات رجسٹرڈ ہوئے جو اب تک عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ٹنڈو آدم اور گردونواح میں وقتاً فوقتاً کنونشن کے انعقاد اور مرکزی مبلغ مولانا محمد راشد مدنی کی سربراہی میں گاؤں' گوٹھوں میں ختم نبوت کے رضاکاروں کی جماعت جاکر وہاں کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد سے باخبر اور وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ قائم کرتی ہے' اس لحاظ سے ٹنڈو آدم کے گردو نواح کے تقریباً دس سے زائد گوٹھوں میں ختم نبوت کے یونٹ قائم ہیں اور ہر ہفتے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر جامع مسجد ختم نبوت میں حضرت حمادی صاحب کی زیر صدارت ان تمام ساتھیوں کا باقاعدہ اجلاس ہوتا ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے' مجلس کی جانب سے تردید قادیانیت پر مبنی لٹریچر لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے' یوں تو حضرت علامہ احمد میاں حمادی کی شبانہ روز محنت اور تردید قادیانیت پر مبنی تقاریر نے ٹنڈو آدم شہر کو اس قدر بیدار رکھا ہے کہ ناموس رسالت کے مسئلے پر مختصر ہڑتال کی کال پر شہر میں مکمل شٹر ڈاؤن ہو جاتا ہے' مگر کسی اور ہڑتال میں بھی اگر حضرت حمادی کی حمایت نہ ہو تو وہ ہڑتال بے سود رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صرف اور صرف ناموس رسالت کے مسئلے پر شہریوں کی قربانیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں' بہرحال ہر سال کی طرح اس سال بھی چھبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے دو تاریخیں مرکز بھجوائی گئیں اور حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ نے ۶/ اپریل کو ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی منظوری عنایت فرمائی' اس حکم نامے کی روشنی میں طے کیا گیا کہ اس کانفرنس کا انعقاد امیر مرکزیہ اور نائب امیر مرکزیہ مدظلہما کی سرپرستی اور مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی صدارت میں ۶/ اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے تا رات گئے ایم اے جناح روڈ پر ہوگا' اس سلسلے میں اندرون شہر عوامی رابطے اور اشتہاروں کے لئے حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' ڈاکٹر محمد خالد ارائیں' ماسٹر محمد سلیم مدنی' حافظ محمد زاہد حجازی' حافظ محمد طارق حمادی' رانا مختیار' محمد اشرف قریشی' عبدالکریم بروہی' منیر بروہی' ہاشم بروہی' ماسٹر محمد رفیق' محمد محرم علی راجپوت' بیرون شہر مولانا محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حافظ محمد فرقان انصاری جبکہ کانفرنس کی ڈی سی اور ضلعی ناظم سے منظوری کی بھاگ دوڑ کے لئے بھائی محمد رفیق فوجی کے ناموں کا انتخاب کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی جو ہمیشہ ٹنڈو آدم جماعت سے بے انتہا محبت سے پیش آتے ہیں اور کانفرنس کی تاریخیں لینے میں مولانا راشد مدنی کا ساتھ دیتے ہیں' وہ مولانا مدنی کے ہمراہ سجاول جاکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص اور محب عالم دین جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب سے تاریخ لے آئے ہیں جبکہ باقی علماء سے رابطہ جاری ہے۔

صوبائی مشیر برائے تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب مسز سعدیہ مبشر قادیانیوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہیں

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم اور وفاقی وزیر مذہبی امور سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی فتنہ

کے مکمل خاتمہ کے لئے مرتد کی شرعی سزا کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودہ کے مطابق جلد قانون نافذ کیا جائے اور توہین رسالت کے قانون میں زیر زبر کی بھی ترمیم نہ کی جائے' انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ سے چناب نگر' فیصل آباد کے شہر و دیہات میں قادیانی جماعت کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں اور قادیانی اسکول اور اکیڈمیاں کھول رہے ہیں' صوبائی مشیر برائے تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب مسز سعدیہ مبشر قادیانیوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہیں جبکہ قادیانی غیر قانونی طور پر مسلمانوں کے محلوں میں غیر قانونی اجتماع کرتے ہیں' رہائشی مکانات میں قادیانی تبلیغی مرکز اور عبادت گاہیں کھول رہے ہیں' جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پایا جاتا ہے' مسلمانوں کو قادیانی کافر مرتد بنانے پر پابندی کے لئے مرتد کی شرعی سزا کا قانون نافذ کیا جائے اور توہین رسالت کے قانون پر موثر عملدرآمد کرایا جائے' ملکی عدالتوں سے توہین رسالت کے بعد ملزمان کو بری کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے' اور قادیانی سرگرمیاں بند کرائی جائیں۔ دریں اثنا مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم اور وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ کیا کہ غیر مسلم قادیانی مرزائی مذہب کی کسی بھی طریقہ سے تبلیغ و تشہیر پر پابندی کے قانون خاص طور پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔بی' ۲۹۸۔سی اور امتناع قادیانیت ایکٹ مجریہ ۱۹۸۴ء پر عملدرآمد کرانے کی تحقیقات کرائی جائیں اور قادیانیوں کی دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خاتمہ اور قادیانیت کو بطور اسلام پیش کرنے کی روک تھام کے لئے چاروں صوبائی ہوم سیکریٹریز اور چاروں آئی جی صاحبان کو موثر احکامات جاری کئے جائیں۔ قادیانی جماعت کی لاقانونیت اور قانون سے بغاوت کا خاتمہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے مسلمانوں نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں دو بڑی تحاریک ختم نبوت چلائی تھیں جس پر قادیانی چناب نگر (ربوہ) گروپ' لاہوری مرزائی گروپ کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا' اس آئینی ترمیم کے مطابق قانون میں ترمیم کرکے قادیانیوں پر تعزیری پابندی عائد کردی گئیں۔ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتے اور نہ ہی تبلیغ و تشہیر کرسکتے ہیں اور اس جرم کی سزا تین سال قید بامشقت و جرمانہ نافذ کردی گئی' مگر کچھ عرصہ سے صوبائی اور ضلعی حکومتیں اس پر عمل نہیں کرا رہی ہیں' جس کی وجہ سے قادیانی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں

شیخوپورہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے زیر انتظام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عیدگاہ مین بازار شیخوپورہ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر اور گوجرانوالہ سے ممبر قومی اسمبلی مولانا قاضی حمیداللہ خان نے کہا کہ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' ان کے بعد کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کمال سے مزین نہیں کئے گئے تو مرزا غلام احمد قادیانی جو آنکھ سے کانا تھا' دل کا کالا تھا' زبان کا کڑوا تھا' یہ شخص تو کسی صورت نبی نہیں ہوسکتا' یہ بات تو قرین انصاف نہیں ہے' لہٰذا ہم ہر قیمت پر تحفظ ناموس رسالت کے مشن کی پاسداری کریں گے اور امت کو مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جگائیں گے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ حکومت کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈی نینس اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو تبدیل کرنے کے معاملے پر اپنی تشویش سے آگاہ کیا' امریکا کے ایماء پر حکومتی کوششوں پر گہرے غم و غصہ اور شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے واضح کیا کہ کسی بھی حکومت کو آئین پاکستان کی ان شقوں کو تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی' جن کا تعلق مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان سے ہے۔ لاہور کے مبلغ ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں' لہٰذا ان کا بائیکاٹ کرکے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کیا جائے۔ مبلغ ختم نبوت شیخوپورہ مولانا عبدالنعیم رحمانی' ناظم اعلیٰ ختم نبوت مولانا محمد الیاس' شیخ الحدیث مولانا محمد عالم' مجاہد کبیر مولانا عبداللطیف انور' قاری محمد رمضان' مولانا محمد حنیف خطیب مسجد ہذا' ڈاکٹر عبدالحق تارڑ' قاری محمد طاہر عالم' مولانا سرور شعیب' مولانا امتیاز کشمیری' قاری عبیدالرحمن' مفتی زین العابدین سمیت متعدد علماء کرام' قراء' صحافی' وکلاء' تاجر اور کثیر تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ الحمدللہ! کانفرنس بہت کامیاب رہی' شاعر اسلام سید سلمان گیلانی اور ضیاء اللہ عثمان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ شیخوپورہ کے جاں نثاران تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی جانفشانی سے کام کیا' خصوصاً مولانا محمد الیاس اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم نے قابل قدر کردار ادا کیا۔

قادیانی مشیر میڈیا پر دینی مدارس' علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کی کردار کشی کرکے اقتدار پر شب خون مارنے کا خواب دیکھ رہے ہیں

پاکپتن (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد

نور کالج روڈ پر قاری بشیر احمد عثمانی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے ملک کے ممتاز عالم دین مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبدالحکیم نعمانی' قاری عبدالجبار اور مولانا عبدالقدوس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور امتناع قادیانیت ایکٹ کو ختم کرنے کے خطرناک ترین نتائج برآمد ہوں گے' اور ان کو منسوخ کرنے کی خفیہ پلاننگ کے خلاف مزاحمتی تحریک کو منظم کرنے کے لائحہ عمل کے لئے ملک کی تمام دینی و سیاسی جماعتوں سے روابط شروع ہوچکے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ پر پابندی سراسر ظلم اور ناانصافی ہے' حکومت کسی بھی فلور پر ان اداروں کے بارے میں ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے ثبوت پیش نہیں کرسکتی' جبکہ حکومت کے پاس قادیانی اور غیر ملکی این جی اوز کی ارتدادی و ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے شواہد موجود ہونے کے باوجود انہیں کھلی چھٹی دینا شرمناک حرکت ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ حکومتی ایوانوں میں پناہ گزیں قادیانی مشیر میڈیا پر دینی مدارس' علماء کرام اور مذہبی جماعتوں کی کردار کشی کرکے اقتدار پر شب خون مارنے کا خواب دیکھ رہے ہیں' ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیں گے۔ پرویزی حکومت کا پالیسی ساز اداروں کو جنونی اور سکہ بند قادیانیوں کے سپرد کرنا بدترین قادیانیت نوازی ہے' حکمران جان لیں کہ ناموس رسالت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے' یہاں پر حکمرانوں کی اسلام کش اور غلط پالیسیوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ امریکی ایما پر قانون توہین رسالت کو ختم کرکے اقلیتوں کو غیر محفوظ کیا جارہا ہے۔ حکمران غیر ملکی ایجنڈے کی پیروی کرنے کی بجائے عوامی جذبات کا احساس کریں' اور برطانوی سامراج کو اپنا مالک الملک مت خیال کریں۔ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ ملک کے موجودہ نظام تعلیم پر انگریزوں اور روشن خیالوں کی چھاپ ہے' اپنے کلچر اور قومی روایات کو پس پشت ڈال کر اور مغربی ثقافت کو فروغ دے کر نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات سے برگشتہ کرنا عوام کے لئے بہت بڑا المیہ اور شرفاء کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ کانفرنس میں قراردادوں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیت سے متعلق ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے قوانین کے خاتمے کا مطالبہ کرنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ فوج کا موٹو جہاد ہے' لہٰذا فوج کے تمام عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ الاختر ٹرسٹ اور الرشید ٹرسٹ سے فی الفور پابندی اٹھائی جائے۔

قادیانی لابی فوج اور مذہبی جماعتوں کے درمیان تناؤ' نفرت اور کشیدگی پیدا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے

ساہیوال (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جامعہ کے پرنسپل مولانا کلیم اللہ رشیدی نے کی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا ضیاء الدین آزاد' مولانا محمد ارشاد' مولانا عبدالحکیم نعمانی اور قاری عبدالجبار نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ قانون توہین رسالت اور قادیانیت سے متعلق قوانین کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا' اس پر سودے بازی کرنے والے روشن خیال ممبران کو آئندہ الیکشن میں عبرتناک شکست دیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ حکمرانوں کو امریکی ڈکٹیشن پر قادیانیت کے متعلق سپریم کورٹ' ہائی کورٹوں' وفاقی شرعی عدالتوں اور پارلیمنٹ کے فیصلوں کو بلڈوز کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔ مستقبل میں حکمرانوں کے خطرناک عزائم کے خلاف اسٹریٹ پاور کا مظاہرہ کرنے کے لئے عوامی رابطہ مہم شروع کردی ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ فوج میں موجود قادیانی لابی فوج اور مذہبی جماعتوں کے درمیان تناؤ' نفرت اور کشیدگی پیدا کرنے میں سرگرم عمل ہے اور یہی لابی امریکی اثر و رسوخ کے ذریعے قانون توہین رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈیننس جیسے غیر متنازعہ قوانین کو ختم کرنے کا مطالبہ بھی کررہی ہے۔ مولانا محمد ارشاد نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ادنیٰ مسلمان بھی ناموس رسالت پر قربان ہونے کو سعادت سمجھتا ہے۔ الرشید ٹرسٹ اور دیگر رفاہی تنظیموں پر پابندی کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہم ایسی کسی پابندی کو قبول نہیں کرتے' کانفرنس میں قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ سی بی آر' پی آئی اے' انٹیلی جنس اور سوئی گیس کے محکموں سمیت سول اور فوج کے تمام عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ حدود آرڈیننس میں کی گئی ترمیم کو فی الفور واپس لیا جائے اور چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف مقدمات درج کئے جائیں۔

فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی

فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام

چوبیسویں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

زیر سرپرستی: مخدوم المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا **خان محمد** دامت برکاتہم، کندیاں شریف، میانوالی

قطب وقت، حضرت اقدس مولانا **سید نفیس شاہ** الحسینی مدظلہ العالی، لاہور

زیر صدارت: مفکر ختم نبوت، مجاہد ملت
حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، پاکستان

زیر نگرانی: فاتح گوٹھ شاھی
حضرت **علامہ احمد میاں حمادی** مدظلہ العالی
صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

تلاوت قرآن کریم:
قاری القراء قاری **بہاؤالدین** ہالیجوی

نعت خواں:
سید خیر محمد شاہ، سید خدا بخش شاہ پڑعیدن

بروز گرامی:
بتاریخ: ۶/ اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک
بوقت: صبح دس بجے تا رات گئے

بمقام:
دن کی نشستیں مرکزی جامع مسجد ختم نبوت
رات کی نشست ایم اے جناح روڈ پر ہوگی

مہمانانِ گرامی:

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی (سجاول)، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی (ملتان)، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی (سکھر)، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی (سرگودھا)، جانشین لدھیانوی حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری (کراچی)، حضرت مولانا انوار الحق حقانی، مولانا عبدالواحد (رکن مجلس شوریٰ) حضرت مولانا صبغت اللہ جوگی (بھریا روڈ)، مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یار خان)، مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد)، مولانا محمد علی صدیقی (میرپور خاص)، مولانا محمد فیاض مدنی (گمبٹ)، مولانا خان محمد جمالی (کنری)، مفتی حفیظ الرحمٰن، علامہ محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی ٹنڈو آدم، مولانا قاضی احسان احمد، رانا محمد انور وکیل ختم نبوت منظور احمد میو راجپوت کراچی۔

شمع رسالت کے پروانوں سے جوق در جوق شرکت کی استدعا ھے

الداعی الی الخیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وشبان ختم نبوت، ٹنڈو آدم فون: 0235-571613

عالمی مجلس
تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، نوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم بھیجتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ